

نزول عیسیٰ علیہ السلام اور فتنہ انکار حدیث

منکرین حدیث کے لٹریچر کا مطالعہ بندہ ناچیز کے علم میں اضافہ کا باعث رہا ہے۔ مثلاً باطل پرستوں کا راہوار قلم اندھیرے کو اجالا اور اجالے کو اندھیرا باور کروانے کے درپے ہے۔ نصوص شریعت کو عقل کی کسوٹی پہ پرکھنے والا عقل کی نعمت سے تقریباً محروم ہوتا ہے۔ احادیث صحیحہ اور قرآن کو باہم معارض ثابت کرنے کی کوشش درحقیقت ذہنی غلامی کا کرشمہ ہے۔ انکار حدیث کا دفتر دھوکا دہی، فریب کاری، اغلوطات اور تلبیسات سے پر ہے۔ آپ اسے ہمارا خیال کہہ لیجئے، یا ہمارا دعویٰ بہر عنوان ہم اسے ثابت کر سکتے ہیں۔

شریکان سفر:

ہم جس دشت کی سیاحی کو جا رہے ہیں۔ وہاں ہمارے بیان کردہ اوصاف کا ایک جم غفیر موجود ہے۔ صاحب اوصاف محمد ہادی کے نام سے موسوم ہیں، انکار حدیث کے مریض ہیں، یہ مرض ان کی رگ رگ میں سما چکا ہے۔ اس جاں گسل بیماری کی علامات دو کتابچوں کی صورت میں سامنے آئی ہیں۔ ایک کتابچہ ”دجال کے کانامے“ کے نام سے معنون ہے، جس کا جواب مختلف مضامین کی شکل میں منصہ شہود پر آچکا ہے۔ دوسرے کتابچے کا نام ”عقیدہ خاتم النبیین“ ہے۔ اس میں نزول عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کے متعلق بحث کی گئی ہے اور اپنے تئیں یہ ثابت کرنے کی سعی لا حاصل کی گئی ہے کہ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام وفات پا چکے ہیں، لہذا ان کے قرب قیامت نزول والا عقیدہ اہل سنت کی اختراع ہے۔ قرآن وحدیث اور اجماع صحابہ سے ثابت نہیں۔ چنانچہ لکھتے ہیں:

”دجال کے قتل کیلئے عیسیٰ علیہ السلام کا آنا سفید جھوٹ ہے۔ قرآن مجید میں کہیں بھی عیسیٰ علیہ السلام کا آسمانوں پر زندہ اٹھایا جانا اور پھر آپ کا دوبارہ آنا ثابت نہیں۔ بلکہ دوسرے انبیاء کی طرح

وفات ثابت ہے۔“ (عقیدہ خاتم النبیین: 13)

آئندہ سطور میں ہم قرآن، حدیث اور اجماع امت سے ثابت کریں گے کہ عیسیٰ علیہ السلام آسمانوں پر زندہ اٹھائے گئے ہیں، وہ قرب قیامت دوبارہ دنیا میں تشریف لائیں گے۔ تاکہ معلوم ہو سکے کہ سفید جھوٹ کا مرتکب کون ہے؟ اہل سنت یا ہادی صاحب؟
ع حقیقت کیا افسانہ کیا

ابن مریم علیہ السلام کا زندہ اٹھائے جانے پر قرآنی دلائل:
دلیل (۱):

﴿وَقَوْلُهُمْ إِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيحَ عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ رَسُولَ اللَّهِ وَمَا قَتَلُوهُ وَمَا صَلَبُوهُ وَلَكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ وَإِنَّ الَّذِينَ اخْتَلَفُوا فِيهِ لَفِي شَكٍّ مِنْهُ مَا لَهُمْ بِهِ مِنْ عِلْمٍ إِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ وَمَا قَتَلُوهُ يَقِينًا﴾

(النساء: 157-159)

”یہود کے اس بہتان کے سبب سے (ہم نے ان پر عذاب نازل کیا) کہ ہم نے مسیح عیسیٰ علیہ السلام کو قتل کر دیا ہے۔ حالانکہ نہ تو انہوں نے عیسیٰ علیہ السلام کو قتل کیا اور نہ ہی صلیب پر چڑھایا، بلکہ معاملہ ان پر مشتبہ ہو گیا تھا۔ جو لوگ ان کے بارہ میں اختلاف کرتے ہیں ان کے پاس سوائے ظن و تخمینہ کے کوئی دلیل نہیں۔ اور نہ ہی یہود نے سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کو قتل کیا ہے۔“
ابن مریم علیہ السلام کے متعلق یہود و نصاریٰ کا یہ نظریہ تھا کہ وہ قتل کر دیئے گئے ہیں۔ قرآن ان کے اس دعویٰ کی تکذیب کرتا ہے۔ اور واضح کرتا ہے کہ وہ قتل نہیں کئے گئے بل کہ اللہ نے ان کو اپنی طرف (زندہ) اٹھالیا تھا۔ جیسا کہ اس سے اگلی آیت میں صراحت موجود ہے۔

دلیل (۲):

﴿بَلْ رَفَعَهُ اللَّهُ إِلَيْهِ وَكَانَ اللَّهُ عَزِيزًا حَكِيمًا﴾

(النساء: 158)

”بل کہ اللہ نے انہیں (زندہ) اپنی جانب اٹھا لیا تھا“

دلیل (۳)

﴿وَإِنْ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ إِلَّا لِيُؤْمِنَنَّ بِهِ قَبْلَ مَوْتِهِ وَيَوْمَ

الْقِيَامَةِ يَكُونُ عَلَيْهِمْ شَيْدًا﴾

(النساء: 159)

”تمام اہل کتاب (سیدنا عیسیٰ علیہ السلام) کی وفات سے پہلے ان پر ایمان لے

آئیں گے۔ اور قیامت کے دن ان پر گواہ ہوں گے۔“

یہاں ”قبل موت“ سے مراد مسیح علیہ السلام ہیں۔ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

قَالَ الْأَمَامُ الطَّبْرِيُّ - حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنَّى قَالَ ثَنَى مُحَمَّدُ بْنُ

جَعْفَرٍ قَالَ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي هَارُونَ الْغَنَوِيِّ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنْ ابْنِ

عَبَّاسٍ أَنَّهُ قَالَ فِي هَذِهِ الْآيَةِ ﴿وَإِنْ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ إِلَّا

لِيُؤْمِنَنَّ بِهِ قَبْلَ مَوْتِهِ﴾ (النساء: 159) قَالَ لَوْ أَنَّ يَهُودِيًّا وَقَعَ

مِنْ فَوْقِ هَذَا الْبَيْتِ لَمْ يَمُتْ حَتَّى يُؤْمِنَ بِهِ؛ يَعْنِي بَعِيسَى

”اگر کوئی یہودی اس گھر (کی چھت) سے نیچے گر جائے، وہ اس وقت

تک نہیں مرے گا جب تک عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان نہ لے آئے۔“

(تفسیر الطبری ی: 10816 سندہ صحیح)

تنبیہ:

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی طرف یہ منسوب ہے کہ دنیا کا کوئی بھی یہودی و نصرانی اس وقت تک فوت نہیں ہوگا، جب تک عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان نہ لے آئے۔ حالاں کہ اس تفسیر کی نسبت ان کی طرف درست نہیں کیوں کہ، جن آثار میں صراحت ہے، وہ سنداً ثابت نہیں ہو سکے، سنن سعید بن منصور (70) کی روایت 'لَيْسَ يَهُودِيٌّ يَمُوتُ أَبَدًا حَتَّى يُؤْمِنَ بِعِيسَى' بلحاظ سند "ضعیف" ہے۔ یہ "عقاب بن بشیر عن خصیف" کے طریق سے مروی ہے۔ عقاب کی روایت خصیف سے "منکر" شمار کی جاتی ہے۔ دیکھئے: (الجرح والتعديل لابن ابی حاتم: 13/7 ترجمہ عقاب بن خصیف)

تنبیہ ثانی:

مذکورہ بالا اثر سے یہ شبہ لاحق ہو سکتا ہے کہ اس سے تمام یہودی مراد ہیں۔ مگر ایسا نہیں ہے، بل کہ دیگر آثار سے ثابت ہوتا ہے کہ اس سے مراد وہ یہودی ہیں، جو نزول عیسیٰ علیہ السلام کے وقت دنیا میں موجود ہوں گے۔ جیسا کہ امام حسن بصری رحمہ اللہ (م: 110) فرماتے ہیں:

قَالَ الْإِمَامُ ابْنُ أَبِي حَاتِمٍ - حَدَّثَنَا أَبِي ثنا عَلِيُّ بْنُ عُثْمَانَ
اللَّاحِقِيُّ نَا جُوَيْرِيَةُ بْنُ بَشِيرٍ قَالَ: سَمِعْتُ رَجُلًا قَالَ لِلْحَسَنِ يَا
أَبَا سَعِيدٍ: قَوْلُ اللَّهِ تَعَالَى ﴿وَإِنْ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ إِلَّا لِيُؤْمِنَنَّ
بِهِ قَبْلَ مَوْتِهِ﴾ (النساء: 159) قَالَ قَبْلَ مَوْتِ عِيسَى إِنَّ اللَّهَ رَفَعَ إِلَيْهِ
عِيسَى وَهُوَ بَاعِثُهُ قَبْلَ يَوْمِ الْقِيَامَةِ مَقَامًا يُؤْمِنُ بِهِ الْبَرُّ وَالْفَاجِرُ

”جویریہ بن بشیر رحمہ اللہ کہتے ہیں: میں نے ایک بندے کو حسن بصری رحمہ اللہ سے سوال کرتے دیکھا، اس نے کہا اے ابوسعید: اللہ تعالیٰ کے اس فرمان ﴿وَإِنْ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ إِلَّا لِيُؤْمِنَنَّ بِهِ قَبْلَ مَوْتِهِ﴾ (النساء)

(159) کا کیا مطلب ہے۔؟ تو فرمایا: عیسیٰ علیہ السلام کی موت سے پہلے۔ اللہ نے ان کو اپنی طرف اٹھا لیا تھا۔ قیامت سے پہلے ان کو ایسے مقام پر مبعوث کرے گا کہ ہر نیک و بد ان پر ایمان لے آئے گا۔“

(تفسیر ابن ابی حاتم: 625 سندہ صحیح)

یہی تفسیر تابعی امام ابو مالک غزو ان غفاری رحمہ اللہ سے بھی مروی ہے۔

قَالَ الْإِمَامُ الطَّبْرِيُّ - حَدَّثَنِي يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ ثنا هُشَيْمٌ قَالَ أَخْبَرَنَا حُصَيْنٌ عَنْ أَبِي مَالِكٍ فِي قَوْلِهِ: ﴿إِلَّا لِيُؤْمِنَنَّ بِهِ قَبْلَ مَوْتِهِ﴾ (النساء: 159) قَالَ ذَلِكَ عِنْدَ نُزُولِ عِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ لَا يَبْقَى أَحَدٌ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ إِلَّا لِيُؤْمِنَنَّ بِهِ
”نزل ابن مریم علیہ السلام کے وقت اہل کتاب میں سے کوئی بھی ایسا نہیں ہوگا، جو ان پر ایمان نہ لے آئے“

(تفسیر الطبری: 10796 سندہ صحیح)

امام قتادہ بن دعامہ رحمہ اللہ (م: 60) کا اثر:

قَالَ الْإِمَامُ الطَّبْرِيُّ - حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ يَحْيَى قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ قَتَادَةَ ﴿وَأَنْ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ إِلَّا لِيُؤْمِنَنَّ بِهِ قَبْلَ مَوْتِهِ﴾ (النساء: 159) قَالَ قَبْلَ مَوْتِ عِيسَى إِذَا نَزَلَ آمَنَتْ بِهِ الْأَذْيَانُ كُلُّهَا
”موت عیسیٰ علیہ السلام سے پہلے، جب ان کا نزول ہوگا تو تمام ادیان کے لوگ ان پر ایمان لے آئیں گے۔“

(تفسیر الطبری: 10800 سندہ صحیح)

دلیل (۴)

﴿وَإِنَّهُ لَعِلْمٌ لِلسَّاعَةِ فَلَا تَمْتَرَنَّ بِهَا وَاتَّبِعُونِ هَذَا صِرَاطٌ

مُسْتَقِيمٌ﴾ (الزخرف: 61)

”یقیناً وہ (عیسیٰ علیہ السلام) قیامت کی ایک نشانی ہے۔ تو تم اس میں ذرا شک نہ

کرو اور میرے پیچھے چلو یہ سیدھا راستہ ہے۔“

تفسیر:

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

قَالَ أَبُو بَكْرٍ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ - حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، قَالَ ثنا عَمَرُ

بْنُ رَزِيْقٍ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، ﴿وَإِنَّهُ

لَعِلْمٌ لِلسَّاعَةِ﴾ (الزخرف: 61) قَالَ: «خُرُوجُ عِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ

عَلَيْهِ السَّلَامُ»

”قیامت کی نشانی سے مراد، عیسیٰ علیہ السلام کا (قرب قیامت) خروج ہے۔“

(مصنف ابن ابی شیبہ: 31874 سندہ صحیح)

امام محمد بن جریر طبری رحمہ اللہ (م: 310) رقمطراز ہیں:

مَعْنَى الْكَلَامِ: وَإِنَّ عِيسَى ظُهُورُهُ عِلْمٌ يُعْلَمُ بِهِ مَجِيءُ

السَّاعَةِ، لِأَنَّ ظُهُورَهُ مِنْ أَشْرَاطِهَا وَنُزُولُهُ إِلَى الْأَرْضِ دَلِيلٌ عَلَى

فَنَاءِ الدُّنْيَا، وَإِقْبَالِ الْآخِرَةِ

”اس کلام کا مطلب یہ ہے کہ ظہور عیسیٰ علیہ السلام سے قیامت کا علم ہوگا۔ کیوں

ان کا ظہور قیامت کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے۔ نیز ان کا (آسمان

سے) نزول فنائے دنیا اور ابتدائے آخرت پر دلیل ہے‘

(تفسیر الطبری: 631/20)

حافظ بغوی رحمہ اللہ (م: 510) لکھتے ہیں:

لَعِلْمُ لِلْسَّاعَةِ، يَعْنِي: «نُزُولُهُ مِنْ أَشْرَاطِ السَّاعَةِ يُعَلِّمُ بِهِ قُرْبَهَا،
وَقَرَأَ ابْنُ عَبَّاسٍ وَأَبُو هُرَيْرَةَ وَقَتَادَةَ: وَإِنَّهُ لَعِلْمُ لِلْسَّاعَةِ، بِفَتْحِ
الْلامِ وَالْعَيْنِ أَيْ أَمَارَةً وَعَلَامَةً»

”ان کا نزول علامات قیامت میں سے ہے۔ جو قرب قیامت پر دال ہو
گا۔ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ، سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور قتادہ رضی اللہ عنہ کی
قرات ”علم“ (عین اور لام کے فتح کے ساتھ) ہے۔ جس کا معنی امارت
اور علامت ہے۔“

(تفسیر البغوی: 166/4)

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ (م: 774) فرماتے ہیں:

﴿وَإِنَّهُ لَعِلْمٌ لِلْسَّاعَةِ﴾ (الزُّخْرُفُ: 61): وَقُرِيَ عِلْمٌ بِالتَّحْرِيكِ، أَيْ
إِشَارَةً وَدَلِيلٌ عَلَى اقْتِرَابِ السَّاعَةِ، وَذَلِكَ لِأَنَّهُ يَنْزِلُ بَعْدَ خُرُوجِ
الْمَسِيحِ الدَّجَالِ۔

”اسے ”علم“ (عین اور لام کے فتح کے ساتھ) بھی پڑھا گیا ہے۔ یعنی
قرب قیامت پر اشارہ اور دلیل، اس لئے کہ وہ مسیح دجال کے خروج کے
بعد نازل ہوں گے“

(تفسیر ابن کثیر: 465/2)

مفسر محمود بن ابی حسن بن حسین نیشاپوری (م: ۵۵۰) لکھتے ہیں:

﴿وَإِنَّهُ لَعِلْمٌ لِلسَّاعَةِ﴾ نَزُولُ عِيسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ۔

”علم الساعۃ سے نزول عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام مراد ہے“

(إيجاز البيان عن معاني القرآن: 2/739)

دلیل (۵)

﴿إِذْ قَالَ اللَّهُ يَا عِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ اذْبَحْ لِي طَيْرًا مِّنْ الدِّينَارِ وَجَاعِلِ الَّذِينَ اتَّبَعُوكَ فَوْقَ الَّذِينَ كَفَرُوا إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ ثُمَّ إِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ فَأَحْكُمُ بَيْنَكُمْ فِيمَا كُنتُمْ فِيهِ تَخْتَلِفُونَ﴾

(آل عمران: 55)

”جب اللہ نے کہا اے عیسیٰ میں آپ کو پورا پورا لینے والا ہوں، اپنی طرف اٹھانے والا ہوں، کافروں سے پاک کرنے والا ہوں اور تیرے متبعین کو کافروں پر قیامت تک غالب کرنے والا ہوں، پھر میری طرف تمہارا لوٹنا ہوگا۔ میں تمہارے اختلاف کا فیصلہ کروں گا۔“

نبی کریم ﷺ اس آیت سے قرب قیامت کا استدلال کیا ہے:

اتَّبَرَحْ عَصَابَةً مِّنْ أُمَّتِي يُقَاتِلُونَ عَلَى الْحَقِّ ظَاهِرِينَ لَا يُبَالُونَ مَنْ خَذَلَهُمْ وَلَا مَنْ خَالَفَهُمْ حَتَّى يَأْتِيَ أَمْرُ اللَّهِ عَلَى ذَلِكَ ، ثُمَّ نَزَعَ بِهَذِهِ الْآيَةِ ﴿يَا عِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ اذْبَحْ لِي طَيْرًا مِّنْ الدِّينَارِ وَجَاعِلِ الَّذِينَ اتَّبَعُوكَ فَوْقَ الَّذِينَ كَفَرُوا إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ﴾ (آل عمران: 55)

”میری امت کا ایک گروہ ہمیشہ حق پر رہے گا، وہ لومۃ لائِم کی پرواہ نہ کرے گا۔ یہاں تک کہ اللہ کا امر آجائے گا۔ پھر اس آیت سے استدلال کیا ﴿يَا عِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ ارْفَعْكَ وَإِلَى مَطَرِكَ مِنَ الَّذِينَ كَفَرُوا وَجَاعِلُ الَّذِينَ اتَّبَعُوكَ فَوْقَ الَّذِينَ كَفَرُوا إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ﴾ (آل عمران: 55)“

(المعجم الكبير للطبرانی: 905 سندہ صحیح)

امام حسن بصری رحمہ اللہ (م: 110) اس کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

قَالَ ابْنُ الْمُنْذِرِ - حَدَّثَنَا زَكَرِيَّا، قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَرَّرٌ، قَالَ: سَأَلْتُ الْحَسَنَ عَنْ قَوْلِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ ﴿إِذْ قَالَ اللَّهُ يَا عِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ ارْفَعْكَ وَإِلَى مَطَرِكَ مِنَ الَّذِينَ كَفَرُوا﴾ قَالَ عِيسَى مَرْفُوعٌ عِنْدَ الرَّبِّ تَبَارَكَ وَتَعَالَى، ثُمَّ يَنْزِلُ قَبْلَ يَوْمِ الْقِيَامَةِ

”محرز کہتے ہیں میں نے حسن بصری رحمہ اللہ سے اس آیت کے بارہ میں سوال کیا تو فرمایا: عیسیٰ اللہ کے پاس اٹھائے گئے ہیں اور قرب قیامت نازل ہوں گے۔“

(تفسیر ابن المنذر: 531 سندہ صحیح)

ثقة امام عبد الملك بن عبد العزيز ابن جريج رحمہ اللہ (م: 150) فرماتے ہیں:

قَالَ ابْنُ أَبِي حَاتِمٍ - أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ الْمُبَارَكِ فِيمَا كَتَبَ إِلَيَّ، ثنا زَيْدُ بْنُ الْمُبَارَكِ، ثنا ابْنُ ثَوْرٍ، عَنْ ابْنِ جُرَيْجٍ، فِي قَوْلِهِ: ﴿إِنِّي

مُتَوَفِّيكَ وَرَافِعُكَ ﴿ (آل عمران 55:) قَالَ: رَفَعَهُ إِلَیْهُ تَوَفِّیْهِ
إِلَیْهِ۔

”اس آیت میں رفع عیسیٰ ﷺ سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں جسد
مع روح اپنی طرف اٹھالیا ہے“

(تفسیر ابن ابی حاتم، 3586: سندہ صحیح)

امام مطر وراق رحمہ اللہ (م: 130، 121) کہتے ہیں:

قَالَ الْإِمَامُ الطَّبْرِيُّ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ سَهْلٍ قَالَ، حَدَّثَنَا ضَمْرَةُ بْنُ
رَبِيعَةَ، عَنْ ابْنِ شَوْذَبٍ، عَنْ مَطَرِ الْوَرَّاقِ فِي قَوْلِ اللَّهِ: إِنَّنِي
مُتَوَفِّيكَ، قَالَ: مُتَوَفِّيكَ مِنَ الدُّنْيَا، وَلَيْسَ بِوَفَاةٍ مَوْتٍ -

”متوفیک سے مراد موت نہیں ہے بل کہ دنیا سے (زندہ) اٹھایا جانا ہے“

(تفسیر الطبری: 7134: سندہ صحیح)

تنبیہ:

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب قول (بخاری تعلیقاً تحت باب ﴿مَا جَعَلَ اللَّهُ مِنْ
بَجِيرَةٍ وَلَا سَائِبَةٍ وَلَا وَصِيلَةٍ وَلَا حَامٍ﴾، ابن ابی حاتم: 3580) جس میں اس کی تفسیر ”ممیت“ کی گئی
ہے بسند صحیح ثابت نہیں۔ علی بن ابی طلحہ نے سیدنا عبداللہ بن عباس سے نہیں سنا۔

تنبیہ ثانی:

امام قتادہ رحمہ اللہ، تقدیم و تاخیر کے قائل ہیں۔ یعنی رفع پہلے ہوگا اور موت بعد میں (تفسیر ابن ابی
حاتم: 3583: سندہ صحیح)۔

امام ابن جریر طبری رحمہ اللہ (310) تمام تفاسیر نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

وَأُولَىٰ هَذِهِ الْأَقْوَالِ بِالصَّحَّةِ عِنْدَنَا، قَوْلُ مَنْ قَالَ: مَعْنَىٰ ذَلِكِ

إِنِّي قَابِضُكَ مِنَ الْأَرْضِ وَرَافِعُكَ إِلَيَّ ، لِتَوَاتُرِ الْأَخْبَارِ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: يَنْزِلُ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ فَيَقْتُلُ الدَّجَالَ، ثُمَّ يَمْكُثُ فِي الْأَرْضِ مُدَّةَ ذِكْرِهَا، اخْتَلَفَتِ الرِّوَايَةُ فِي مَبْلَغِهَا، ثُمَّ يَمُوتُ فَيُصَلَّى عَلَيْهِ الْمُسْلِمُونَ وَيَذْفُونَهُ -

”ہمارے نزدیک صحت کے اعتبار سے بہترین تفسیر (زندہ) اوپر اٹھانے والی ہے۔ کیوں کہ اس بارہ میں احادیث نبویہ ﷺ کا تو اترا سی بات پر دلالت کناں ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: عیسیٰ ابن مریم نازل ہوں گے، دجال کو قتل کریں گے، پھر زمین میں ذکر کردہ مدت تک قیام فرمائیں گے۔ اس مدت کے ذکر میں روایات مختلف ہیں۔ پھر فوت ہوں گے اور مسلمان ان پر جنازہ پڑھیں گے، ان کو دفن کریں گے۔“

(تفسیر الطبری 458/6)

دلیل (۶)

﴿فَإِذَا لَقِيتُمُ الَّذِينَ كَفَرُوا فَضَرْبَ الرِّقَابِ حَتَّىٰ إِذَا أَثْخَنْتُمُوهُمْ فَشُدُّوا الْوُثَاقَ فَمَا مَنَّا بَعْدُ وَإِمَّا فِدَاءٌ حَتَّىٰ تَضَعَ الْحَرْبُ أَوْزَارَهَا﴾ (محمد: 4)

”جب تم کافروں سے ملو تو ان کی گردنیں مارو! یہاں تک کہ جب ان کو خوب قتل کر چکو تو ان باندھ لینا۔ پھر اس کے بعد یا تو احسان کرنا ہے یا مضبوط باندھ لینا ہے۔ یہاں تک کہ لڑائی اپنے اوزار رکھ دے۔“
یہ لڑائی کب ختم ہوگی نبی مکرم ﷺ کا فرمان ملاحظہ فرمائیں:

قَالَ الْإِمَامُ النَّسَائِيُّ - أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ الْوَاحِدِ، قَالَ: حَدَّثَنَا مَرْوَانُ وَهُوَ ابْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ يَزِيدَ بْنِ صَالِحِ بْنِ صَبِيحِ الْمُرِّي، قَالَ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ أَبِي عُبَلَةَ، عَنْ الْوَلِيدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْجُرَشِيِّ، عَنْ جُبَيْرِ بْنِ نَفِيرٍ، عَنْ سَلَمَةَ بْنِ نُفَيْلٍ الْكِنْدِيِّ، قَالَ: كُنْتُ جَالِسًا عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ رَجُلٌ يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَذَالَ النَّاسُ الْخَيْلَ، وَوَضَعُوا السَّلَاحَ، وَقَالُوا: لَا جِهَادَ قَدْ وَضَعَتِ الْحَرْبُ أَوْزَارَهَا، فَأَقْبَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِوَجْهِهِ، وَقَالَ كَذَبُوا الْآنَ، الْآنَ جَاءَ الْقِتَالُ، وَلَا يَزَالُ مِنْ أُمَّتِي أُمَّةٌ يُقَاتِلُونَ عَلَى الْحَقِّ، وَيُزِيغُ اللَّهُ لَهُمْ قُلُوبَ أَقْوَامٍ، وَيَرْزُقُهُمْ مِنْهُمْ حَتَّى تَقُومَ السَّاعَةُ، وَحَتَّى يَأْتِيَ وَعْدُ اللَّهِ..... الخ

”سلمہ بن نفیل کندی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نبی کریم ﷺ کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ ایک آدمی نے کہا: یا رسول اللہ! لوگوں نے گھوڑوں کو بے وقار بنا دیا ہے، ہتھیار رکھ دیئے ہیں اور کہتے ہیں کہ اب جنگ ختم ہو چکی لہذا جہاد باقی نہیں رہا۔ رسول اللہ ﷺ اس کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: غلط کہتے ہیں، اب تو جہاد شروع ہوا ہے۔ میری امت کا ایک گروہ ہمیشہ حق کے لئے لڑتا رہے گا۔ خدا تعالیٰ ان کی طرف لوگوں کے دل پھیر دے گا اور وہیں سے ان کو رزق دے گا۔ یہاں تک کہ قیامت قائم ہوگی اور اللہ کا وعدہ وفا ہوگا۔“

②

قَالَ أَبُو بَكْرِ الشَّافِعِيُّ - حَدَّثَنَا الْحَارِثُ بْنُ مُحَمَّدٍ، ثنا أَبُو النَّضْرِ، ثنا أَبُو مُعَاوِيَةَ يَعْنِي شَيْبَانَ، عَنْ عَاصِمٍ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يَنْزِلَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ إِمَامًا عَادِلًا وَقَاضِيًا مُقْسِطًا، حَتَّى تَبْتَزَّ قُرَيْشُ الْإِمَارَةَ حَتَّى يَقْتُلَ الْخَنْزِيرَ وَالْقِرَدَةَ، وَحَتَّى يَكْسِرَ الصَّلِيبَ، وَتَكُونَ السَّجْدَةُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَذَكَرَ الْحَدِيثَ -

”سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں: قیامت قائم نہیں ہوگی یہاں تک کہ عیسیٰ علیہ السلام حاکم عادل اور قاضی بن کر نازل ہوں گے یہاں تک کہ قریش کو امارت ملے گی، خنزیر و بندر قتل ہوں گے، صلیب کو توڑیں گے اور سجدہ صرف اللہ کے لئے ہوگا۔“

(الفوائد الشهير بالغيلانيات لأبي بكر الشافعي: 824 سنده صحيح)

③

قَالَ ابْنُ أَبِي عَاصِمٍ - حَدَّثَنَا أَبُو عُمَيْرٍ عِيسَى بْنُ مُحَمَّدٍ بْنِ إِسْحَاقَ الْمُؤَصِّلِيُّ، نَا ضَمْرَةَ بْنُ رَبِيعَةَ، عَنِ السَّيْبَانِيِّ وَهُوَ يَخْبِي بْنُ أَبِي عَمْرٍو، عَنْ عَمْرِو بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الْحَضْرَمِيِّ، عَنْ أَبِي أُمَامَةَ الْبَاهِلِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: خَطَبَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ فَكَانَ أَكْثَرَ خُطْبَتِهِ مَا يُحَدِّثُنَا عَنِ الدَّجَالِ وَيُحَدِّثُنَاهُ، وَيَكُونُ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ فِي أُمَّتِي حَكَمًا عَدْلًا، وَإِمَامًا مُقْسِطًا، يُدْفِقُ الصَّلِيبَ، وَيَقْتُلُ

الْخَنْزِيرَ، وَتَضَعُ الْحَرْبُ أَوْزَارَهَا
 ”ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن ہمیں دجال
 کے بارے میں بڑا خطبہ دیا وہ ہمیں وعظ فرما رہے تھے۔۔۔“
 اس کے آخر میں ہے
 ”عیسیٰ علیہ السلام میری امت میں حاکم، عادل اور امام منصف بن کر نازل ہوں
 گے۔ صلیب کو توڑیں گے، خنزیر کو قتل کریں گے اور جنگ ختم ہو جائے
 گی۔“

(الآحاد والمثانی لابن أبی عاصم: 2491 سندہ صحیح)

ان احادیث کا مضمون بتاتا ہے کہ جنگ عیسیٰ علیہ السلام کی آمد کے بعد ختم ہوگی اور یہ قرب
 قیامت میں ہوگا۔ آیت کا یہ مفہوم اساطین امت، ائمہ حدیث و تفسیر سے بھی منقول ہے۔
 سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا اثر:

قَالَ نَعِيمُ بْنُ حَمَّادٍ- حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ عَبْدِ الْمَجِيدِ، عَنْ
 أَيُّوبَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: يُوْشِكُ مَنْ
 عَاشَ مِنْكُمْ أَنْ يَرَى عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ إِمَامًا مَهْدِيًّا، وَحَكَمًا
 عَادِلًا، فَيَكْسِرُ الصَّلِيبَ، وَيَقْتُلُ الْخَنْزِيرَ، وَتُوضَعُ الْجِزْيَةُ،
 وَتَضَعُ الْحَرْبُ أَوْزَارَهَا۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: عنقریب تم میں سے جو زندہ رہے گا وہ
 دیکھے گا عیسیٰ علیہ السلام امت میں حاکم، عادل اور امام منصف بن کر نازل
 ہوں گے۔ صلیب کو توڑیں گے، خنزیر کو قتل کریں گے اور جنگ ختم ہو جائے
 گی۔“

(الفتن لنعيم بن حماد: 1594 سندہ حسن)

امام قتادہ بن دعامہ رضی اللہ عنہ (م: 60) فرماتے ہیں:

قَالَ الْإِمَامُ الطَّبْرِيُّ - حَدَّثَنَا ابْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى، قَالَ: شَنَا ابْنُ ثَوْرٍ،
عَنْ مَعْمَرٍ، عَنْ قَتَادَةَ ﴿حَتَّى تَضَعَ الْحَرْبُ أَوْزَارَهَا﴾ (محمد: 4)
قَالَ: حَتَّى لَا يَكُونَ شِرْكٌ

”یہاں تک کہ شرک باقی نہ رہے“

(تفسیر الطبری: 188/21)

حافظ بغوی رضی اللہ عنہ (م: 510) لکھتے ہیں:

﴿حَتَّى تَضَعَ الْحَرْبُ أَوْزَارَهَا﴾ (مُحَمَّد: 4) خُرُوجُ عِيسَى عَلَيْهِ
السَّلَامُ

”جنگ ختم ہونے سے مراد خروج عیسیٰ علیہ السلام ہے“

(شرح السنة للبغوی: 89/11)

حافظ بیہقی رضی اللہ عنہ (458) فرماتے ہیں:

﴿فَإِذَا لَقِيتُمُ الَّذِينَ كَفَرُوا فَضَرْبَ الرِّقَابِ حَتَّى إِذَا
أَخَذْتُمُوهُمْ فَشُدُّوا الْوُثَاقَ فَمَا مَنَّا بَعْدُ وَإِنَّمَا فِدَاءٌ حَتَّى تَضَعَ
الْحَرْبُ أَوْزَارَهَا﴾ (محمد: 4) يَعْنِي وَاللَّهُ أَعْلَمُ حَتَّى يَنْزِلَ عِيسَى
ابْنُ مَرْيَمَ -

”خروج عیسیٰ علیہ السلام تک جنگ جاری رہے گی۔“

(السنن الصغیر: 381:3)

حدیثی دلائل

سیدنا واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ

قَالَ الطَّبْرَانِيُّ - حَدَّثَنَا مُطَلِبُ بْنُ شُعَيْبٍ الْأَزْدِيُّ، ثنا عِمْرَانُ بْنُ هَارُونَ الرَّمْلِيُّ، ثنا صَدَقَةُ بْنُ الْمُنتَصِرِ، حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ أَبِي عَمْرٍو السَّيْبَانِيُّ قَالَ: حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْحَضْرَمِيُّ قَالَ: حَدَّثَنِي وَائِلَةُ بْنُ الْأَسْقَعِ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: «لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يَكُونَ عَشْرُ آيَاتٍ خَسَفٌ بِالشَّمْسِ، وَخَسَفٌ بِالشَّمْسِ، وَخَسَفٌ فِي جَزِيرَةِ الْعَرَبِ، وَالْجَبَلُ، وَنُزُولُ عِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ، وَيَأْجُوجُ، وَمَأْجُوجُ، وَالذَّابَّةُ، وَطُلُوعُ الشَّمْسِ مِنْ مَغْرِبِهَا، وَنَارٌ تَخْرُجُ مِنْ تَعْرِ عَدْنٍ يَسُوقُ النَّاسَ إِلَى الْمَحْشَرِ تَحْشُرُ الذَّرَّ وَالنَّمْلَ»

”واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب تک دس نشانیوں کا ظہور نہیں ہو جاتا اس وقت تک قیامت قائم نہیں ہوگی، مشرق، مغرب اور جزیرہ عرب سے خسف، دجال، نزول عیسیٰ بن مریم، یاجوج و ماجوج، دابۃ، مغرب سے سورج کا طلوع ہونا اور آگ جو عدن کی گھاٹیوں سے نکلے گی اور لوگوں کو محشر کی طرف ہانک کے لے جائے گی، جہاں چھوٹی بڑی مخلوقات جمع ہوں گی۔“

(المعجم الكبير للطبرانی: 195 سندہ صحیح)

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ

قَالَ الْإِمَامُ حَاكِمٌ - أَخْبَرَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ
الْمَحْبُوبِيُّ، ثنا سَعِيدُ بْنُ مَسْعُودٍ، ثنا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، أَنَّ الْعَوَّامَ
بْنَ حَوْشِبٍ، حَدَّثَنِي جَبَلَةُ بْنُ سُحَيْمٍ، عَنْ مُؤَثِّرِ بْنِ عَفَازَةَ، عَنْ
عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: لَمَّا كَانَ لَيْلَةُ أُسْرَى
بِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، لَقِيَ إِبْرَاهِيمَ، وَمُوسَى،
وَعِيسَى عَلَيْهِمُ السَّلَامُ، فَتَذَاكُرُوا السَّاعَةَ مَتَى هِيَ، فَبَدَأُوا
بِإِبْرَاهِيمَ فَسَأَلُوهُ عَنْهَا، فَلَمْ يَكُنْ عِنْدَهُ مِنْهَا عِلْمٌ، فَسَأَلُوا مُوسَى
فَلَمْ يَكُنْ عِنْدَهُ مِنْهَا عِلْمٌ، فَارْتَدُّوا الْحَدِيثَ إِلَى عِيسَى، فَقَالَ:
عَهْدُ اللَّهِ إِلَيَّ فِيهَا دُونَ وَجِبَتِهَا، فَلَا يَعْلَمُهَا إِلَّا اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ،
فَذَكَرَ خُرُوجَ الدَّجَالِ وَقَالَ: فَأَهْبِطُ فَأَقْتُلُهُ، ثُمَّ يَرْجِعُ النَّاسُ إِلَى
بِلَادِهِمْ،..... الخ - هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ الْإِسْنَادِ، وَلَمْ يُخْرِجَاهُ -

”عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

جس رات نبی ﷺ کو معراج کروایا گیا، اس رات سیدنا
ابراہیم، سیدنا موسیٰ اور سیدنا عیسیٰ علیہ السلام سے ملاقات ہوئی اور قیامت کے
متعلق مذاکرہ ہوا کہ وہ کب قائم ہوگی۔ اولاً سیدنا ابراہیم علیہ السلام سے سوال
کیا، مگر ان کے پاس اس بارہ میں علم نہ تھا۔ سیدنا موسیٰ علیہ السلام سے پوچھا گیا تو
وہ بھی لاعلم نظر آئے۔ تب سوال سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی طرف پلٹا تو فرمانے

لگے: اس کا علم اللہ کے سوا کسی کو نہیں ہاں اللہ نے اس کے بارہ میں مجھ سے ایک وعدہ کر رکھا ہے۔ پھر عیسیٰ علیہ السلام نے دجال کا ذکر کیا اور فرمایا کہ میں اتروں گا اور اسے قتل کروں گا پھر لوگ اپنے شہروں کی طرف لوٹ جائیں گے..... الخ“

(المستدرک علی الصیحین للحاکم: 8502 سندہ صحیح)

جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ

قَالَ الْإِمَامُ أَحْمَدُ- حَدَّثَنِي حَجَّاجٌ، قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ، يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: لَا تَزَالُ طَائِفَةٌ مِنْ أُمَّتِي يُقَاتِلُونَ عَلَى الْحَقِّ ظَاهِرِينَ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ، قَالَ: فَيَنْزِلُ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ فَيَقُولُ أَمِيرُهُمْ تَعَالَى صَلِّ بِنَا، فَيَقُولُ: لَا إِنَّ بَعْضَكُمْ عَلَى بَعْضٍ أُمَرَاءُ تُكْرِمُهُ اللَّهُ هَذِهِ الْأُمَّةُ

”جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ میری امت کا ایک گروہ قیامت تک حق پر جہاد کرتا رہے گا۔ کہ عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے۔ ان کا امیر کہے گا آئیے جماعت کروائیے۔ تو عیسیٰ علیہ السلام فرمائیں گے نہیں تمہارا بعض دوسرے بعض پر امیر ہے۔“

(مسند أحمد: 15127 سندہ صحیح)

مجمع بن جارية انصاری رضی اللہ عنہ

قَالَ الْإِمَامُ التِّرْمِذِيُّ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ ابْنِ شِهَابٍ، أَنَّهُ سَمِعَ عُبَيْدَ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ نَعْلَبَةَ الْأَنْصَارِيِّ يُحَدِّثُ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ يَزِيدَ الْأَنْصَارِيِّ، مِنْ بَنِي عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ يَقُولُ: سَمِعْتُ عَمِّي مُجَمِّعَ ابْنِ جَارِيَةَ الْأَنْصَارِيِّ يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: يَقْتُلُ ابْنُ مَرْيَمَ الدَّجَالَ بَابَ لُدٍّ - وَفِي الْبَابِ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ، وَنَافِعِ بْنِ عُتْبَةَ، وَأَبِي بَرْزَةَ، وَحُذَيْفَةَ بْنِ أَسِيدٍ، وَأَبِي هُرَيْرَةَ، وَكَيْسَانَ، وَعُثْمَانَ بْنِ أَبِي الْعَاصِ، وَجَابِرٍ، وَأَبِي أُمَامَةَ، وَابْنَ مَسْعُودٍ، وَعَبْدَ اللَّهِ بْنِ عَمْرِو، وَسُمُرَةَ بْنِ جُنْدَبٍ، وَالنَّوَاسِ بْنِ سَمْعَانَ، وَعَمْرُو بْنُ عَوْفٍ، وَحُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ

”سیدنا مجمع بن جاریہ انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ ابن مریم علیہ السلام دجال کو باب لد پر قتل کریں گے۔“

اس باب میں سیدنا عمران بن حصین، نافع بن عتبہ، ابو ہریرہ، حذیفہ بن اسید، ابو ہریرہ، کیسان، عثمان بن ابی العاص، جابر، ابو امامہ، ابن مسعود، عبداللہ بن عمرو، سمرہ بن جندب، نواس بن سمعان، عمرو بن عوف اور حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہم سے روایات منقول ہیں۔

(سنن الترمذی، 2244 سندہ صحیح)

سیدنا نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ

لمبی روایت جس میں یہ الفاظ بھی ہیں۔

فَبَيْنَمَا هُوَ كَذَلِكَ إِذْ بَعَثَ اللَّهُ الْمَسِيحَ ابْنَ مَرْيَمَ، فَيَنْزِلُ عِنْدَ
الْمَنَارَةِ الْبَيْضَاءِ شَرْقَى دِمَشْقَ، بَيْنَ مَهْرُودَتَيْنِ، وَاضِعًا كَفَّيْهِ
عَلَى أَجْنِحَةِ مَلَكَيْنِ، إِذَا طَاطَأَ رَأْسَهُ قَطْرَ، وَإِذَا رَفَعَهُ تَحَدَّرَ مِنْهُ
جُحَمَانٌ كَاللُّؤْلُؤِ، فَلَا يَحِلُّ لِكَافِرٍ يَجِدُ رِيحَ نَفْسِهِ إِلَّا مَاتَ،
وَنَفْسُهُ يَنْتَهِي حَيْثُ يَنْتَهِي طَرْفُهُ، فَيَطْلُبُهُ حَتَّى يُدْرِكَهُ بَابُ لُدٍّ،
فَيَقْتُلُهُ، الخ

”جب (دجال کی فتنہ سامانی) عروج پر ہوگی۔ تو عیسیٰ علیہ السلام دمشق کے شرقی
مینارے پر اس طرح نازل ہوں گے کہ اپنے ہاتھ فرشتوں کے کندھوں پر
رکھے ہوں گے، جب اپنا سر جھکائیں گے تو قطرے ٹپکیں گے اور جب
اٹھائیں گے تو اس سے موتی جھڑیں گے۔ جو کافران کی خوشبو کو پالے گا وہ
مر جائے گا۔ ان کی خوشبو وہاں تک جائے گی جہاں تک ان کی نظر جائے
گی۔ دجال کو ڈھونڈیں گے، اسے باب لد کے قریب پالیں گے اور قتل کر
دیں گے۔“

(صحیح مسلم: 2937)

حذیفہ بن اسید رضی اللہ عنہ

قَالَ الْإِمَامُ مُسْلِمٌ - حَدَّثَنَا أَبُو خَيْثَمَةَ زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، وَإِسْحَاقُ
بْنُ إِبْرَاهِيمَ، وَابْنُ أَبِي عُمَرَ الْمَكِّي وَاللَّفْظُ لِرُحَيْمٍ، قَالَ إِسْحَاقُ

أَخْبَرَنَا، وَقَالَ الْآخَرَانِ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ فُرَاتِ
الْقَزَازِ، عَنْ أَبِي الطُّفَيْلِ، عَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ أَسِيدٍ الْغِفَارِيِّ، قَالَ:
أَطَّلَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْنَا وَنَحْنُ نَتَذَكَّرُ، فَقَالَ: مَا
تَذَكَّرُونَ؟ قَالُوا: نَذْكُرُ السَّاعَةَ، قَالَ: إِنَّهَا لَنْ تَقُومَ حَتَّى تَرَوْنَ
قَبْلَهَا عَشْرَ آيَاتٍ فَذَكَرَ الدُّخَانَ، وَالذَّجَالَ، وَالذَّابَّةَ، وَطُلُوعَ
الشَّمْسِ مِنْ مَغْرِبِهَا، وَنُزُولَ عِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ، وَيَأْجُوجَ

وَمَا جُوجَ، وَثَلَاثَةَ خُسُوفٍ خَسَفَ بِالشَّمْسِ، وَخَسَفَ
بِالْمَغْرِبِ، وَخَسَفَ بِجَزِيرَةِ الْعَرَبِ، وَآخِرُ ذَلِكَ نَارٌ تَخْرُجُ مِنَ
الْيَمَنِ، تَطْرُدُ النَّاسَ إِلَى مَحْشَرِهِمْ

”حذیفہ بن اسید غفاری رضی اللہ عنہ کرتے ہیں: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو اس حال
میں دیکھا کہ ہم آپس میں مذاکرہ کر رہے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کس
چیز کا مذاکرہ ہو رہا ہے۔؟ عرض کیا قیامت کا تو فرمایا قیامت اس وقت تک
قائم نہ ہوگی جب تک دس نشانیاں ظاہر نہیں ہو جاتیں۔ پھر آپ نے
دھوئیں، دجال، دابۃ الارض، مغرب سے طلوع شمس، یا جوج ماجوج،
مشرق، مغرب اور جزیرۃ العرب میں خسوف کا ذکر کیا۔ آخر میں وہ آگ
ہوگی جو یمن سے نکلے گی اور لوگوں کو محشر کی طرف ہانک کے لے جائے
گی۔“

عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ

لمی روایت اس میں یہ الفاظ ہیں:

فَبِعَثُّ اللّٰهِ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ كَأَنَّهُ عُرْوَةُ بَنِ مَسْعُودٍ، فَيَطْلُبُهُ
فِيهِلْكُهُ،

”عیسیٰ علیہ السلام (قرب قیامت) عروہ بن مسعود ثقفی رضی اللہ عنہ کی صورت میں
نازل ہوں گے۔ دجال کو ڈھونڈ کے قتل کریں گے۔“

(صحیح مسلم: 2940)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ

قَالَ الْإِمَامُ مُسْلِمٌ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا لَيْثٌ، ح،
وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ، أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنِ
ابْنِ الْمُسَيَّبِ، أَنَّهُ

سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ، يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ﷺ
وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، لَيُوشِكَنَّ أَنْ يَنْزَلَ فِيكُمْ ابْنُ مَرْيَمَ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَكَمًا مُقْسِطًا، فَيَكْسِرَ الصَّلِيبَ، وَيَقْتُلَ الْخَنَزِيرَ،
وَيَضَعَ الْجِزْيَةَ، وَيَفِيضَ الْمَالُ حَتَّى لَا يَقْبَلَهُ أَحَدٌ،

”سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں: نبی ﷺ نے فرمایا کہ جس کے
ہاتھ میں میری جان ہے۔ عن قریب تم میں عیسیٰ بن مریم علیہ السلام حاکم و عادل
بن کر نازل ہوں گے، صلیب کو توڑیں گے، خنزیر کو قتل کریں گے، جزیہ ختم

کریں گے اور مال اتنا عام ہو جائے گا کہ اسے قبول کرنے پر کوئی تیار نہ ہو
گا۔“

(صحیح مسلم: 155)

سیدنا معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ

قَالَ الطَّبْرَانِيُّ - حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ دُحَيْمٍ، ثنا أَبِي، ح وَحَدَّثَنَا
الْحُسَيْنُ بْنُ إِسْحَاقَ التُّسْتَرِيُّ، ثنا دُحَيْمٌ، ثنا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ،
ثَنَا مَرْوَانُ بْنُ جُنَاحٍ، عَنْ يُونُسَ بْنِ مَيْسَرَةَ بْنِ حَلْبَسٍ، عَنْ
مُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ، قَالَ: كُنَّا جُلُوسًا فِي الْمَسْجِدِ إِذْ خَرَجَ
عَلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: إِنَّكُمْ تَحْدِثُونَ
أَنِّي مِنْ آخِرِكُمْ وَفَاءٌ وَأَنِّي مِنْ أَوَّلِكُمْ وَفَاءٌ، وَتَتَّبِعُونِي أَفْنَادًا،
يَعْنِي بَعْضُكُمْ بَعْضًا، ثُمَّ نَزَعَ بِهَذِهِ الْآيَةِ، فَقَالَ ﴿قُلْ هُوَ الْقَادِرُ
عَلَى أَنْ يَبْعَثَ عَلَيْكُمْ عَذَابًا مِنْ فَوْقِكُمْ أَوْ مِنْ تَحْتِ
أَرْجُلِكُمْ﴾ (الأنعام: 65): حَتَّى بَلَغَ ﴿لِكُلِّ نَبَأٍ مُسْتَقَرٌّ وَسَوْفَ
تَعْلَمُونَ﴾ (الأنعام: 67)، ثُمَّ قَالَ: يَا تَبَرَّحْ عِصَابَةً مِنْ أُمَّتِي
يُقَاتِلُونَ عَلَى الْحَقِّ ظَاهِرِينَ لَا يُبَالُونَ مَنْ خَذَلَهُمْ وَلَا مَنْ
خَالَفَهُمْ حَتَّى يَأْتِيَ أَمْرُ اللَّهِ عَلَى ذَلِكَ، ثُمَّ نَزَعَ بِهَذِهِ الْآيَةِ ﴿يَا
عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ ارْقُطْ فِي الْكِتَابِ مِنَ الَّذِينَ كَفَرُوا
وَجَاعِلُ الَّذِينَ اتَّبَعُوكَ فَوْقَ الَّذِينَ كَفَرُوا إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ﴾
(آل عمران: 55)

”سیدنا معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ہم مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے کہ نبی مکرم ﷺ تشریف لائے۔ فرمایا آپ لوگ سمجھتے ہیں کہ میں آپ سب کے بعد فوت ہوں گا۔ جب کہ میں آپ سب سے پہلے فوت ہوں گا، پھر آپ ایک دوسرے کی گردنیں مارو گے۔ پھر اس آیت سے استدلال کیا، ﴿قُلْ هُوَ الْقَادِرُ عَلَىٰ أَنْ يَبْعَثَ عَلَيْكُمْ عَذَابًا مِّنْ فَوْقِكُمْ أَوْ مِّنْ تَحْتَ أَرْجُلِكُمْ﴾ (الأنعام) یہاں تک ﴿لِكُلِّ نَبَاٍ مُّسْتَقَرٍّ وَسَوْفَ تَعْلَمُونَ﴾ پھر فرمایا کہ میری امت کا ایک گروہ ہمیشہ حق پر رہے گا، اس بارہ میں لومۃ لائم کی پرواہ نہ کرے گا۔ یہاں تک کہ اللہ کا امر آجائے گا۔ پھر اس آیت سے استدلال کیا ﴿يَا عِيسَىٰ إِنِّي مُتَوَفِّيكَ وَرَافِعُكَ إِلَيَّ وَمُطَرِّكُكَ مِنَ الَّذِينَ كَفَرُوا وَجَاعِلُ الَّذِينَ اتَّبَعُوكَ فَوْقَ الَّذِينَ كَفَرُوا إِلَىٰ يَوْمِ الْقِيَامَةِ﴾ (آل عمران: 55)

(المعجم الكبير للطبرانی: 905 صحیح)

سیدنا سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ

قَالَ- الإمام حاكم - حَدَّثَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ مُحَمَّدُ بْنُ يَعْقُوبَ، ثنا الْحَسَنُ بْنُ مُكْرَمٍ، ثنا أَبُو النَّضْرِ، ثنا زُهَيْرٌ، وَثَنَا عَلِيُّ بْنُ حَمَّادٍ الْعَدْلُ، ثنا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ، ثنا أَبُو نَعِيمٍ، ثنا زُهَيْرٌ، عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ قَيْسٍ، حَدَّثَنِي ثَعْلَبَةُ بْنُ عَبَّادٍ الْعَبْدِيُّ، مِنْ أَهْلِ الْبَصْرَةِ، أَنَّهُ شَهِدَ خُطْبَةً يَوْمًا لِسَمُرَةَ بْنِ جُنْدَبٍ..... الحديث

(وفيه)

وَاللّٰهُ لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتّٰى يَخْرُجَ ثَلَاثُونَ كَذَابًا آخِرُهُمُ الْاَعْوَرُ
الدَّجَالُ مَمْسُوحُ الْعَيْنِ الْيُسْرٰى كَآنَهَا عَيْنُ اَبٰى يَحْيٰى لِشَيْخٍ مِّنَ
الْاَنْصَارِ، وَاِنَّهُ مَتٰى خَرَجَ، فَاِنَّهُ يَزْعُمُ اَنَّهُ اللّٰهُ، فَمَنْ اٰمَنَ بِهٖ
وَصَدَّقَهُ وَاتَّبَعَهُ فَلَيْسَ يَنْفَعُهُ صَالِحٌ مِّنْ عَمَلٍ سَلَفَ، وَمَنْ كَفَرَ بِهٖ
وَكَذَّبَهُ فَلَيْسَ يُعَاقَبُ بِشَيْءٍ مِّنْ عَمَلِهِ سَلَفَ، وَاِنَّهُ سَيُظْهَرُ عَلَى
الْاَرْضِ كُلِّهَا اِلَّا الْحَرَمَ، وَبَيْتَ الْمَقْدِسِ، وَاِنَّهُ يَحْصُرُ الْمُؤْمِنِينَ
فِي بَيْتِ الْمَقْدِسِ فَيَتَزَلُّوْنَ زِلْزَالًا شَدِيْدًا، فَيُصْبِحُ فِيْهِمْ عِيسٰى
ابْنُ مَرْيَمَ فَيَهْزِمُهُ اللّٰهُ وَجُنُودُهُ ۔

”ثعلبہ بن عباد العبدی ؓ فرماتے ہیں کہ میں سیدنا سمرہ بن
جندب ؓ کے خطبہ میں حاضر ہوا..... الخ (اس میں ہے کہ نبی ﷺ نے
فرمایا:) ”اس وقت تک قیامت قائم نہیں ہوگی جب تک میں جھوٹے پیدا
نہ ہوں، ان سب کے آخر میں دجال آئے گا۔ اس کی آنکھ ابی یحییٰ کے جیسی
ہوگی۔ خروج کے وقت دجال خود کو اللہ سمجھے گا، جو اس کی تصدیق کرے گا
اس کے پہلے والے نیک عمل اسے کوئی فائدہ نہ دیں گے۔ سوائے حرم اور
بیت المقدس کے پوری زمین پر گھوم جائے گا، مسلمانوں کو بیت المقدس
میں محصور کر دے گا، اسی حالت میں ایک بہت سخت زلزلہ آئے گا اور ان
میں سیدنا عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے اللہ اس کو اور اس کی فوجوں کو تباہ کر دے
گا۔“

عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ

قَالَ الْإِمَامُ النَّسَائِيُّ - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ سَالِمٍ، قَالَ: سَمِعْتُ يَعْقُوبَ بْنَ عَاصِمٍ بْنَ عُرْوَةَ بْنَ مَسْعُودٍ، وَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَمْرِو: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَخْرُجُ الدَّجَالُ، فَيَبْعَثُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَأَنَّهُ عُرْوَةُ بْنُ مَسْعُودٍ الثَّقَفِيُّ، فَيَطْلُبُهُ فَيُهْلِكُهُ..... الحديث

”عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں دجال کا خروج ہوگا تو اللہ عیسیٰ علیہ السلام کو عروہ بن مسعود الثقفی رضی اللہ عنہ کی صورت میں نازل فرمائیں گے، وہ اس کو ڈھونڈ کر قتل کریں گے۔“

(السنن الكبرى للنسائي: 11565 سندہ صحیح)

رازدان رسول ﷺ حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ

قَالَ نَعِيمُ ابْنُ حَمَّادٍ - حَدَّثَنَا ضَمْرَةُ، عَنِ ابْنِ شَوَّازٍ، عَنْ أَبِي التَّيَّاحِ، عَنْ خَالِدِ بْنِ سُبَيْعٍ، عَنْ حُذَيْفَةَ، قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! الدَّجَالُ قَبْلُ أَوْ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ؟ قَالَ الدَّجَالُ ثُمَّ عِيسَى، ثُمَّ لَوْ أَنَّ رَجُلًا أَنْتَجَ فَرَسًا لَمْ يَرْكَبْ مُهْرَهَا حَتَّى تَقُومَ السَّاعَةُ -

حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا: دجال پہلے آئے گا یا عیسیٰ علیہ السلام تو فرمایا پہلے دجال ہوگا پھر عیسیٰ علیہ السلام، پھر انسان اپنے گھوڑے کے پیدا ہونے والے بچے پر سواری پر سواری ہونے کی

مہلت بھی نہیں پائے گا کہ قیامت قائم ہو جائے گی“

(الفتن لنعمیم بن حماد: 1310 سندہ صحیح)

سیدنا اوس بن اوس رضی اللہ عنہ

قَالَ الطَّبْرَانِيُّ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ الْمُعَلَّى الدَّمَشَقِيُّ الْقَاضِي، ثنا
هِشَامُ بْنُ عَمَّارَةَ، ح وَحَدَّثَنَا عَبْدَانُ بْنُ أَحْمَدَ، ثنا هِشَامُ بْنُ
خَالِدٍ، قَالَا: ثنا مُحَمَّدُ بْنُ شُعَيْبٍ، ثنا يَزِيدُ بْنُ عُبَيْدَةَ، عَنْ
أَبِي الْأَشْعَثِ الصَّنْعَانِيِّ، عَنْ أَوْسِ بْنِ أَوْسٍ، عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: يَنْزِلُ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ عِنْدَ
الْمَنَارَةِ الْبَيْضَاءِ شَرْقِيَّ دِمَشَقَ

”سیدنا اوس بن اوس رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے بیان کرتے ہیں:

عیسیٰ بن مریم علیہ السلام دمشق کے سفید شرقی مینارے پر نازل ہوں گے“

(المعجم الكبير للطبراني: 590 سندہ صحیح)

سیدنا ثوبان رضی اللہ عنہ

قَالَ الْبَيْهَقِيُّ - أَخْبَرَنَا أَبُو سَعْدٍ أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْمَالِينِيُّ أَنَّهُ أَبُو
أَحْمَدَ بْنَ عَدِيٍّ الْحَافِظُ، ثنا مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ بْنِ قُتَيْبَةَ،
وَجَعْفَرُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ عَاصِمٍ، قَالَا: ثنا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ، ثنا
الْجَرَّاحُ بْنُ مَلِيحٍ الْبَهْرَانِيُّ، ثنا مُحَمَّدُ بْنُ الْوَلِيدِ الزُّبَيْدِيُّ، عَنْ
لُقْمَانَ بْنِ عَامِرٍ، عَنْ عَبْدِ الْأَعْلَى بْنِ عَدِيٍّ الْبَهْرَانِيِّ، عَنْ ثَوْبَانَ
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ مَوْلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: قَالَ

رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: عَصَابَتَانِ مِنْ أُمَّتِي أَحْرَزَهُمَا
اللَّهُ مِنَ النَّارِ عَصَابَةُ تَغْزُو الْهِنْدَ وَعَصَابَةُ تَكُونُ مَعَ عِيسَى ابْنِ
مَرْيَمَ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ -

”رسول معظم ﷺ نے فرمایا: میری امت کے دو گروہ ایسے ہیں جن کو اللہ
آگ سے بچالے گا۔ ایک وہ جو غزوہ ہند میں شریک ہوگا دوسرا سیدنا
عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ ہوگا۔“

(السنن الكبرى للبيهقي: 18600 سندہ صحیح)

ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا:

حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ قَالَ حَدَّثَنَا حَرْبُ بْنُ شَدَّادٍ، عَنْ يَحْيَى
بْنِ أَبِي كَثِيرٍ قَالَ حَدَّثَنِي الْحَضْرَمِيُّ بْنُ لَاحِقٍ، أَنَّ ذَكْوَانَ أَبَا
صَالِحٍ، أَخْبَرَهُ، أَنَّ عَائِشَةَ أَخْبَرَتْهُ، قَالَتْ دَخَلَ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا أَبْكِي، فَقَالَ لِي مَا يُبْكِيكِ؟ قُلْتُ يَا
رَسُولَ اللَّهِ، ذَكَرْتُ الدَّجَالَ فَبَكَيْتُ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنْ يَخْرُجَ الدَّجَالُ وَأَنَا حَيٌّ كَفَيْتُكُمْوهُ،.....حَتَّى
الشَّامَ مَدِينَةَ بَيْلَسُطِينَ بَابِ لُدٍّ، وَقَالَ أَبُو دَاوُدَ مَرَّةً حَتَّى يَأْتِيَ
فَلِسْطِينَ بَابِ لُدٍّ، فَيَنْزِلَ عِيسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ فَيَقْتُلُهُ، ثُمَّ يَمُوتُ
عِيسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ فِي الْأَرْضِ أَرْبَعِينَ سَنَةً إِمَامًا عَدْلًا، وَحَكَمًا
مُقْسِطًا

”سیدہ فرماتی ہیں کہ (ایک دن) نبی مکرم ﷺ تشریف لائے تو مجھے

روتے ہوئے پایا، فرمایا کیوں روتی ہو؟ عرض کیا آقا دجال (کی فتنہ
 سامانیوں) کا ذکر ہوا تو رونے لگی، نبی کریم ﷺ نے فرمایا اگر دجال میری
 زندگی میں نکل آیا تو میں تمہارے لئے کافی ہوں گا..... حتیٰ کہ وہ شام
 فلسطین کے ایک شہر لد کے پاس آئے گا تو عیسیٰ بن مریم علیہ السلام نازل ہوں
 گے پس وہ اسے قتل کر دیں گے، اس کے بعد وہ زمین میں چالیس سال
 تک امام عادل اور حاکم منصف کی حیثیت سے رہیں گے۔

(مسند أحمد: 24467 سندہ حسن)

نوٹ:

اس باب میں اور بہت سارے آثار و احادیث موجود ہیں۔ امام ترمذی رحمہ اللہ نے ان کی
 طرف اشارہ بھی کیا ہے لیکن وہ ہمارے نزدیک ثابت نہیں ہو سکے۔ واللہ اعلم
 نوٹ ثانی:

ایک صحابی کی صرف ایک روایت ذکر کی گئی ہے۔ اگر اس باب میں اس صحابی سے کوئی اور
 روایت بھی منقول ہے تو اسے طوالت کے خوف سے ذکر نہیں کیا گیا۔ فافہم

اجماع امت سے ثبوت:

امام ابو حسن اشعری رحمہ اللہ (م: 324) فرماتے ہیں:

وَأَجْمَعَتِ الْأُمَّةُ عَلَى أَنَّ اللَّهَ سُبْحَانَهُ رَفَعَ عِيسَىٰ ﷺ إِلَى السَّمَاءِ
 ”امت اس بات پر متفق ہے کہ اللہ نے عیسیٰ علیہ السلام کو اوپر اٹھالیا ہے۔“

(الإبانة عن أصول الديانة: 115)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (م: 852) لکھتے ہیں:

وَأَمَّا رَفْعُ عِيسَى فَاتَّفَقَ أَصْحَابُ الْأَخْبَارِ وَالتَّفْسِيرِ عَلَى أَنَّهُ رُفِعَ
بِذَنِّهِ حَيًّا۔

”مفسرین و محدثین اس بات پر متفق ہیں کہ وہ زندہ آسمانوں کی طرف
اٹھائے گئے ہیں۔“

(التلخیص الحبیر لابن حجر 3:431)

امام ابوبکر بن العربی (م: 543) لکھتے ہیں:

وَأَجْمَعَتِ الْعُلَمَاءُ أَنَّ خُرُوجَ الْمَهْدِيِّ حَقٌّ لَا شَكَّ فِيهِ وَلَا
رَيْبَ، وَأَنَّ خُرُوجَهُ يَكُونُ قَبْلَ خُرُوجِ الدَّجَالِ، وَقَبْلَ نُزُولِ
عِيسَى بْنِ مَرْيَمَ،

”امت کا اجماع ہے کہ خروج مہدی حق ہے اس میں کوئی شک و شبہ
نہیں، ان کا خروج نزول عیسیٰ علیہ السلام سے قبل اور خروج دجال کے بعد ہوگا۔“

(المسالك في شرح موطأ مالك: 321/7)

آثار سلف

① ثقہ امام محمد بن اسحاق صاحب المغازی رحمہ اللہ

حَدَّثَنَا زَكَرِيَّا، قَالَ حَدَّثَنَا عمرو، قَالَ حَدَّثَنَا زياد، عَنْ محمد بن
إِسْحَاقَ ﴿إِذْ قَالَ اللَّهُ يَا عِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ خُذْ هَذَا﴾ أَيِ ابْنِي قَابُضَكَ
ورافعك إلی -

”میں تجھے (زندہ) اپنی طرف اٹھاؤں گا،“

(تفسیر ابن المنذر: 530)

② امام ابو محمد قرطبی (م: 437) اس آیت (حَتَّىٰ إِذَا جَعَلَهُ نَارًا) (الكهف: 96)

کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

(جَعَلَهُ) اَلْهَاءُ تَعُوذُ عَلَى مَا بَيْنَ الْجَبَلَيْنِ وَخُرُوجِ يَاجُوجَ
وَمَا جُوجَ بَعْدَ نُزُولِ عِيسَى وَبَعْدَ ظُهُورِ الدَّجَالِ
”ہاء (ضمیر) پہاڑوں کے درمیان والے معاملے، خروج یا جوج، ماجوج
اور نزول عیسیٰ و ظہور دجال کے معاملات کی طرف راجع ہے۔“

(الهداية الى بلوغ النهاية: 4474/6)

③ شارح بخاری حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (م: 852) فرماتے ہیں:

قَدْ وَقَعَتِ الْإِشَارَةُ فِي الْقُرْآنِ إِلَى نُزُولِ عِيسَى بْنِ مَرْيَمَ فِي قَوْلِهِ
تَعَالَى وَإِنْ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ إِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهِ قَبْلَ مَوْتِهِ۔
”قرآن کی اس آیت ﴿وَإِنْ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ إِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهِ قَبْلَ
مَوْتِهِ﴾ میں نزول عیسیٰ کی طرف اشارہ ہے۔“

(فتح الباری لابن حجر: 92/13)

④ امام ابو عمر دانی (م: 444) اپنی کتاب (السنن الواردة فی الفتن: 1231/6) میں باب

باندھا ہے۔

باب ما جاء فی نزول عیسیٰ بن مریم رحمہ اللہ

اسی طرح امام نعیم بن حماد، امام ترمذی، امام بغوی، امام ابن حبان، امام بخاری اور امام مسلم
رحمہم اللہ جیسے کبار ائمہ نے نزول مسیح پر باقاعدہ ابواب قائم کئے ہیں، جب کہ دوسرے تمام ائمہ
نے نزول مسیح کی روایات ذکر کی ہیں۔

⑤ حافظ ابن قیم (م: 751) لکھتے ہیں:

وَالْمُسْلِمُونَ يَنْتَظِرُونَ نُزُولَ الْمَسِيحِ عِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ مِنْ

السَّمَاءِ

”مسلمان آسمان سے نزول عیسیٰ علیہ السلام کے منتظر ہیں۔“

(إغاثة اللفان من مصائد الشيطان: 338/2)

⑥ حافظ عبد الغنی بن عبد الواحد مقدسی (م: 600) فرماتے ہیں:

وَأَنَّ عِيسَى بْنُ مَرْيَمَ   يَنْزِلُ عَلَى الْمَنَارَةِ الْبَيْضَاءِ شَرْقِيَّ دِمَشْقَ

”عیسیٰ بن مریم علیہ السلام دمشق کے سفید شرفی مینارے پر نازل ہوں گے۔“

(الاقتصاد في الاعتقاد للمقدسی: 191)

④ حافظ سیوطی (م: 911) کہتے ہیں:

إِمَّا نَفِيَّ نُزُولِ عِيسَى، أَوْ نَفِيَّ النُّبُوَّةِ عَنْهُ وَكَلاَهُمَا كُفْرٌ

”نزول عیسیٰ علیہ السلام یا نبوت عیسیٰ کی نفی، دونوں باتیں کفر ہیں۔“

(الحاوی للفتاوی: 201/2)

⑧ ابواسحاق ثعلبی (م: 427) لکھتے ہیں:

وَقِيلَ لِلْحَسَنِ بْنِ الْفَضْلِ - هَلْ تَجِدُ نُزُولَ عِيسَى (عليه السلام)

فِي الْقُرْآنِ؟ فَقَالَ نَعَمْ

قَوْلُهُ وَكَهَلًا، وَهُوَ لَمْ يَكْتَهَلْ فِي الدُّنْيَا، وَإِنَّمَا مَعْنَاهُ وَكَهَلًا بَعْدَ

نُزُولِهِ مِنَ السَّمَاءِ

”حسن بن فضل سے کہا گیا کیا قرآن میں نزول عیسیٰ علیہ السلام کا ذکر دیکھا

آپ نے؟ فرمایا ہاں، قرآن میں ہے ﴿وَكَهَلًا﴾ ”ادھیڑ عمر میں کلام“

عیسیٰ علیہ السلام نے ابھی تک ادھیڑ عمر میں کلام نہیں کیا تو اس کا معنی کلام بعد از

نزول ہوگا۔

(تفسير الثعلبي الكشف والبيان عن تفسير القرآن: 82/3)

⑨ عبد الملك بن حبيب قرطبی (م: 238) ایک حدیث کی تشریح میں لکھتے ہیں:

قَالَ عَبْدُ الْمَلِكِ: وَلَمْ يُسَمَّ هَاهُنَا نُزُولَ عِيسَى بْنِ مَرْيَمَ كَأَنَّهُ لَيْسَ مِنَ الطَّوَامِّ وَإِنَّمَا هُوَ مِنَ الْآيَاتِ يَقُولُ اللَّهُ تَعَالَى ﴿وَإِنَّهُ لَعِلْمٌ لِلسَّاعَةِ﴾

”یہاں نزول عیسیٰ علیہ السلام کا ذکر نہیں، کہ وہ طوام سے نہیں، بل کہ وہ اللہ کی آیات سے ہیں۔“

(أشراط الساعة وذهاب الأختار وبقاء الأشرار: 105/2)

⑩ حافظ ابن ملقن رحمہ اللہ (م: 804) ایک حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:

فِيهِ - دَلِيلٌ عَلَى بَقَاءِ دِينِ مُحَمَّدٍ ﷺ وَدَعْوَتِهِ بَعْدَ نُزُولِ عِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ ﷺ

”اس میں دین محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بقا اور نزول عیسیٰ علیہ السلام کے بعد اس کی دعوت پر دلیل ہے۔“

(التوضيح لشرح الجامع الصحيح: 663/17)

⑪ ابو زرعدولی الدین ابن عراقی (م: 806) رقمطراز ہیں:

وَأَمَّا نُزُولُ عِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ فِي آخِرِ الزَّمَانِ فَإِنَّهُ يَنْزِلُ بِتَقْرِيرِ شَرِيعَتِهِ مُلْتَزِمًا لِأَحْكَامِهَا

”آخری زمانے میں عیسیٰ بن مریم علیہ السلام شریعت مصطفوی کو برقرار رکھتے ہوئے نازل ہوں گے اور اس کے احکام پر عمل پیرا ہوں گے۔“

(طرح التثريب في شرح التقريب: 112/2)

قارئین:

یہ پمفلٹ تیس صفحات پر مشتمل ہے۔ صفحہ 1 تا 4 مسئلہ ختم نبوت پر بحث ہے، 4 تا 13 حیات مسیح کے قرآنی دلائل کو جھٹلانے کی سعی لاحاصل کی گئی ہے۔ 13 تا 18 نزول مسیح کی دو روایات کے سند و متن پر خامہ فرسائی ہے (بیسویں روایات میں سے صرف دو پر لایعنی تبصرہ بذات خود مولف کے خلاف دلیل ہے۔ فتدبر) 18 تا 26 غیر متعلقہ اور قیاسی دلائل سے وفات مسیح ثابت کرنے کے درپے ہوئے ہیں۔ پھر ایک صفحہ پر ”وفات مسیح کے قائلین“ کا عنوان باندھ کر بدعنوانی کی انتہا کر دی ہے، اگلا عنوان کچھ یوں ہے ”قائلین نزول مسیح اور مرزائیوں میں مماثلت“ صفحہ 27 پر لفظ توفی کی من مانی تشریح ہے اور صفحہ 29 تا آخر قائلین نزول مسیح پر چند سوالات داغے ہیں۔ ان سوالات اور دوسری ”نکتہ رسیوں“ کا جائزہ آئندہ کی نشست میں ترتیب وار پیش کیا جائے گا، ہمارے ساتھ رہئے۔

مسئلہ ختم نبوت پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

”﴿الْيَوْمَ نَخْتِمُ عَلَىٰ أَفْوَاهِهِمْ﴾ آج ہم ان کے مونہوں پر مہر لگا دیں گے۔ (یسین: 65) یعنی جب تک ان کے مونہوں پر مہر ہے وہ منہ سے بات نہیں نکال سکیں گے۔ فرمایا ﴿خَتَمَ اللَّهُ عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ﴾ اللہ نے ان کے بات نہیں نکال سکیں گے۔ فرمایا ﴿خَتَمَ اللَّهُ عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ﴾ اللہ نے ان کے دلوں پر مہر لگا دی۔ (البقرہ: ۷) یعنی ان کے دلوں سے کفر نہیں نکلے گا اور نہ دلوں میں ایمان داخل ہوگا۔ قرآن کی محکم آیت سے بات واضح ہوئی کہ محمد ﷺ کے بعد کسی نبی کا دنیا میں آنا ناممکن ہے لہذا عیسیٰ علیہ السلام کا نزول بھی غلط ٹھہرا اور کسی شخص کا اپنے آپ کو نبی کہلوانا (مثلاً مرزا غلام احمد قادیانی) بھی غلط ہے۔“

(خاتم النبیین: 1)

نبی کریم ﷺ کا خاتم ہونا نزول عیسیٰ علیہ السلام سے مانع نہیں۔ کیوں کہ ان کو نبوت پہلے ملی اور نبی ﷺ کو بعد میں ملی، لہذا ختم نبوت کا مرتبہ نبی آخر الزمان ﷺ کے پاس رہا، سیدنا عیسیٰ علیہ السلام بطور ناصر و مؤید قرب قیامت میں نزول فرمائیں گے، چونکہ عیسیٰ علیہ السلام ابھی تک فوت نہیں ہوئے (جیسا کہ ہم نے دلائل سے ثابت کیا) اس لئے ان کا نزول عقلاً و نقلاً کسی صورت بھی محال نہیں، کیا پہلے پیدا ہونے والے کا پہلے فوت ہونا بھی ضروری ہے، یا بعد والے نبی کے ہوتے ہوئے پہلے والے کا بطور ناصر موجود ہونا خلاف قرآن ہے۔؟ اگر ایسا کچھ نہیں تو جناب کا استدلال کیا ہوا۔ ہاں مرزا قادیانی کا نبی ہونا بالکل غلط ہے، اس کو نبوت آقا ﷺ سے پہلے نہیں ملی تھی، اور نا ہی اس کی نبوت و مہدویت پر قرآن و سنت سے کوئی نص وارد ہوئی۔

مفسر نیشاپوری (م: ۸۵۰) لکھتے ہیں:

مَجِیْءُ عِیْسٰی ؑ فِیْ اٰخِرِ الزَّمَانِ لَا یُنَافِیْ ذٰلِکَ لِاَنَّهُ مِمَّنْ نَّبِیُّءٌ قَبْلَهُ وَهُوَ یَجِیْءُ عَلٰی شَرِیْعَةِ نَبِیِّنَا مُصَلِّیًّا اِلٰی قِبْلَتِهِ وَكَانَہُ بَعْضُ اُمَّتِہٖ۔

”عیسیٰ علیہ السلام کا آنا ختم نبوت کے منافی نہیں کیوں کہ ان کو پہلے سے نبوت دی چکی تھی اور اب وہ شریعت محمدیہ ﷺ کے پیرو بن کر نازل ہوں گے، آپ کے قبلے کی طرف نماز پڑھیں گے گویا وہ آپ کے ایک امتی ہیں“

(تفسیر النیسابوری غرائب القرآن و رغائب الفرقان: 465/5)

اس کے بعد ہادی صاحب لکھتے ہیں:

”نبی ﷺ تا قیامت آخری نبی ہیں۔ یہ بات نبی ﷺ نے اس طرز سے

بیان فرمائی ”میری اور مجھ سے پہلے گزرے ہوئے انبیاء کی مثال ایسی ہے جیسے ایک شخص نے ایک عمارت بنائی اور خوب حسین و جمیل بنائی، مگر ایک کونہ میں ایک اینٹ کی جگہ چھوٹی ہوئی تھی۔ لوگ اس عمارت کے گرد چکر لگا کر دیکھتے اور اس کی خوبی پر اظہار حیرت کرتے ہوئے کہتے کہ اس جگہ اینٹ کیوں نہ رکھی گئی؟ وہ اینٹ میں ہوں اور میں خاتم النبیین ہوں“

(خاتم النبیین: 2)

یاد رہے پورے پمفلٹ کی طرح یہ اعتراض بھی مرزائی لٹریچر سے کشید شدہ ہے۔ چنانچہ اس کا جواب دیتے ہوئے حافظ محمد گوندلوی رحمۃ اللہ علیہ (م: ۱۴۰۵ھ) لکھتے ہیں:

سوال

یہ حدیث اس معنی کی رو سے جو تم نے کیا مسیح کی آمد ثانی کی بھی مانع ہے۔ کیوں کہ آخری اینٹ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں نبوت کے محل میں رکھ دی گئی، پھر کسی پہلی اینٹ کو اکھاڑ کر دوبارہ مکان میں لگانا فضول ہے۔

جواب

مسیح نبوت کے مکان کی ایک اینٹ ہے، جو اپنے وقت میں اپنی جگہ لگ چکی ہے اور قیامت کے دن بھی وہ اس مثالی مکان کی اینٹ ہوں گے۔ اسی طرح اب اگر دنیا میں تشریف لائیں تو اس مکان سے علیحدہ نہیں ہوں گے تا کہ پھر آپ کو دوبارہ لگایا جائے۔ قادیانیوں کو شاید یہ وہم اس لئے ہوا ہے کہ وہ سمجھ رہے ہیں کہ وہ مکان آسمان یا عالم مثال میں کوئی نفس الامری وجود رکھتا ہے۔ اور سب انبیاء اپنا اپنا مکان لئے ہوئے اس میں پیوست ہیں۔ پس جب مسیح عالم مثال سے عالم شہادت میں یا آسمان سے زمین پر تشریف

لائیں گے تو لامحالہ اس نقل و حرکت سے وہ اس مکان سے اکھڑ جائیں گے۔ یہ محض وہم ہی وہم ہے، کیونکہ یہ مکان تمثیلی ہے یعنی فرضی ہے، ایسی تمثیلات میں وجود عقلی ہوتا ہے۔ اس کا مطلب صرف یہ ہے کہ جیسے آخری اینٹ سے مکان مکمل ہو جاتا ہے اسی طرح میری آمد سے نبی ختم ہو چکے ہیں۔ میں آخری نبی ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں۔“

(مقالات محدث گوندلوی: 122 طبع اولیٰ ناشر ام القریٰ پبلی کیشنز)

اس کے بعد ایک صفحہ گپ شپ کی نظر کیا ہے، ڈھنگ کی بات ایک بھی نہیں کہی۔ آئندہ

عنوان ہے ”نزول مسیح کے قائلین کے دلائل کا ایک مختصر جائزہ“
اس کے تحت لکھتے ہیں:

”(۱) ﴿وَمَا قَتَلُوهُ وَمَا صَلَبُوهُ وَلَٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ﴾ اور نہ انہوں نے اس (عیسیٰ علیہ السلام) کو قتل کیا ہے اور نہ اسے سولی پر چڑھایا ہے، بلکہ ان کے لیے معاملہ مشتبہ کر دیا گیا“ (النساء ۱۵۷) درج بالا آیت میں اللہ نے اس بات کی نفی کر دی کہ یہود اپنے زعم میں کہتے تھے کہ ہم نے عیسیٰ علیہ السلام کو قتل کیا ہے۔ تو اللہ نے فرمایا کہ انہوں نے اسے قتل نہیں کیا بعد میں جب نصاریٰ میں شرک در آیا تو انہوں نے اپنے متبعین میں یہ بدعتیگی پھیلائی کہ عیسیٰ علیہ السلام کو یہودیوں نے صلیب (سولی) دی بیاب بعد والوں میں یہ باتیں کیوں کر مشہور ہو گئیں ہیں؟۔ تو اللہ فرماتے ہیں ﴿وَلَٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ﴾ بلکہ سن کے لیے مشتبہ کر دیا گیا (شُبِّهَ) ماضی مجہول ہے جس میں فاعل نامعلوم ہوتا ہے۔ اب اسریلی روایات کی روشنی میں ہمارے مفسرین نے یوں لکھا ہے کہ اللہ نے کسی دوسرے شخص کو عیسیٰ علیہ السلام کا ہم شکل

کر دیا۔ عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر زندہ روح اور جسم سمیت اٹھا لیا اور اس ہم
 شکل کو لوگوں نے عیسیٰ علیہ السلام سمجھ کر لوگوں نے سولی دی۔ تو لوگوں پر حقیقت
 حال مشتبہ ہو گئی.....“

اس کے بعد پورا صفحہ یہ ثابت کرتے رہے کہ ان کو قتل نہیں کیا گیا بلکہ یہ سارا عیسائیوں کا
 پروپیگنڈہ ہے پھر موضوع کی طرف پلٹے اور یوں گویا ہوئے۔

”ان تمام دلائل کے باوجود عیسائیوں کے باطل نظریات سے متاثر ہو
 کر نزول مسیح کے قائلین پوچھتے ہیں کہ جب نہ قتل ہوئے اور نہ سولی پر
 چڑھے اور نہ آسمانوں پر گئے تو آخر عیسیٰ علیہ السلام گئے کہاں؟ معلوم ہونا چاہئے
 کہ سورۃ الصف کے آخر میں آیا ہے کہ جب عیسیٰ علیہ السلام نے دعوت دی
 تو حواری ایمان لے آئے جو عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھی بنے اور آخر کار وہ غالب
 آئے عیسیٰ علیہ السلام مغلوب نہ تھے جیسا کہ نادانوں نے عیسائیوں کی کتابوں
 سے سمجھا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے ﴿كَتَبَ اللَّهُ لَا غَلِبَنَّ أَنَا
 وَرُسُلِي إِنَّ اللَّهَ قَوِيٌّ عَزِيزٌ﴾ ”مقرر کیا ہے اللہ نے کہ میں اور میرے
 رسول ضرور غالب رہیں گے۔ بے شک اللہ زور آور اور غالب ہے“

(خاتم النبیین: 4، 5)

قارئین:

خوردین لگا کر اس طویل ”مختصر جائزے“ کا جائزہ لیجئے کہ اس میں ہماری دلیل کا جائزہ
 کہاں ہے؟ ہمارا سوال تو یہ تھا کہ مرزا غلام احمد قادیانی اور دو چار متجددین سے پہلے دنیا میں
 عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق صرف دو قسم کے نظریات پائے جاتے تھے، ایک یہود و نصاریٰ کا کہ ان کو
 سولی دی جا چکی، جس کا رد قرآن نے کیا، دوسرا مسلم امہ کا کہ ان کو سولی نہیں دی گئی بلکہ زندہ

آسمان کی طرف اٹھالئے گئے۔ آپ نے تیسرا دعویٰ پیش کیا کہ وہ طبعی وفات پا گئے ہیں، آپ کو چاہئے تھا اس دعویٰ پر قرآن و سنت سے کوئی دلیل پیش فرماتے اور ہماری دلیل کو فنی و علمی دلائل سے رد کرتے، مگر افسوس اس چیز کو بچ بھی نہیں کیا اور دلیل پیش کی کہ عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے حواری غالب ہوں گے۔

ہادی صاحب نے کنبہ جوڑا

کہیں کی اینٹ کہیں کاروڑا

آخر کیا مماثلت ہے ان دو باتوں میں؟ آپ بھی ڈھونڈیئے اور اگر کسی دوست کو ملے تو مطلع فرما کر شکریہ کا موقع فراہم کرے۔

دوسرے جائزے پر محمدی تحقیقی جائزہ۔

”(۲) ﴿وَمَا قَتَلُوهُ يَقِينًا بَلْ رَفَعَهُ اللَّهُ إِلَيْهِ وَكَانَ اللَّهُ عَزِيزًا

حَكِيمًا﴾“ اور انہوں نے اس (عیسیٰ علیہ السلام) کو یقیناً قتل نہیں کیا بلکہ اسے

اللہ نے اپنے ہاں بلند کیا اور اللہ غالب اور حکمت والا

ہے۔“ (النساء: 157, 158) یہاں لوگ ترجمہ ”اٹھانے“ کا کرتے ہیں اور

مطلب یہ لیتے ہیں کہ ”اللہ نے اسے زندہ اٹھا لیا“ حالاں کہ بات یوں

ہے کہ سورہ آل عمران کی آیت: 55 میں آیا ہے ﴿إِذْ قَالَ اللَّهُ يَا عِيسَى

إِنِّي مُتَوَفِّيكَ وَرَافِعُكَ إِلَيَّ﴾ ”جب اللہ نے فرمایا اے عیسیٰ میں تجھے

وفات دینے والا ہوں اور اپنے ہاں بلند کرنے والا ہوں“ یہاں یہودیوں

کے دو غلط دعوؤں کی تردید ہے یہودی کہتے تھے کہ ہم نے عیسیٰ علیہ السلام کو قتل کیا

ہے تو اللہ نے فرمایا کہ نہیں یہ اپنی بات میں جھوٹے ہیں، انہوں نے عیسیٰ

ﷺ کو قتل نہیں کیا۔ یہودیوں کا دوسرا غلط دعویٰ یہ تھا کہ جو ہمارے ہاتھوں قتل ہو جائے وہ لعنتی اور ذلیل ہوتا ہے۔ تو یہاں ان کے دوسرے غلط دعویٰ کی تردید ہے کہ وہ عیسیٰ ﷺ ذلیل و لعنتی نہیں بلکہ اللہ نے اسے بلند مقام عطا کیا ہے۔ جیسا کہ جبریل ﷺ نے آپ کی والدہ (مریم صدیقہ ﷺ) کو بشارت دی تھی ﴿وَجِيئُهَا فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ﴾ ”دنیا و آخرت میں معزز ہو ہوگا“ (آل عمران: 45) تو بات ظاہر ہے کہ رفع سے مراد درجات عالیہ ہیں۔ اللہ کی ایک صفت ”الرافع“ ہے جس کے معنی ہیں درجات بلند کرنے والا۔ ایک صفت ”الخنفس“ ہے پست کرنے والا۔ قرآن مجید اور حدیث میں انہیں معنوں میں یہ الفاظ مستعمل ہیں۔ ﴿بَلْ رَفَعَهُ اللَّهُ إِلَيْهِ﴾ ”بل کہ اللہ نے اسے اپنے ہاں بلند کیا“۔ یہ ایسا ہے جیسا کہ ادریس علیہ السلام کے متعلق اللہ نے فرمایا اللہ ﴿وَرَفَعْنَاهُ مَكَانًا عَلِيًّا﴾ ”اور ہم نے اسے اونچی جگہ بلند کیا“۔ (مریم: 57) (یعنی بلند درجات عطا کئے) رفع کا استعمال جہاں بھی اللہ نے انسانوں کے لئے کیا ہے وہاں بلندی درجات مراد ہیں جیسا کہ ایک اور مقام پر ہے ﴿وَلَوْ شِئْنَا لَرَفَعْنَاهُ بِهَا وَلَكِنَّهُ أَخْلَدَ إِلَى الْأَرْضِ﴾

”اور اگر ہم چاہتے تو ان (آیات کے سبب) اس کو بلند کرتے لیکن وہ زمین (دنیا) کی طرف مائل رہا“۔ (الاعراف: 174) یہاں بھی بلندی درجات مراد ہیں نہ کہ زندہ آسمان کی طرف اٹھایا جانا ایک اور مقام پر ہے ﴿خَافِضَةٌ رَّافِعَةٌ﴾ ”(یہ قیامت) کسی کو پست کرنے والی ہے کسی کو

بلند، (الواقعة: ۳۰) یعنی بسبب قیامت کا فریست و ذلیل ہوں گیا و مومن بلند درجات اور عزت والے ہوں گے۔

نیز حدیث میں بھی آیا ہے۔ «مَا تَوَاضَعَ أَحَدٌ لِلَّهِ إِلَّا رَفَعَهُ اللَّهُ» (مسلم جلد ۲ صفحہ ۳۲۱) جو کوئی اللہ کے لئے انکساری کرتا ہے اللہ اسے بلند کرتا ہے۔ یعنی بلند درجات عطا کرتا ہے۔ ﴿إِنَّ اللَّهَ يَرْفَعُ بِهَذَا الْكِتَابِ أَقْوَامًا وَيَضَعُ بِهِ الْآخَرِينَ﴾ اللہ اس کتاب (قرآن) کے ذریعے قوموں کو بلند کرتا ہے اور اس کے ذریعے دوسروں کو پست کرتا ہے۔

جب رفع کا معنی متعین ہو جاتا ہے کہ اس سے مراد درجات کی بلندی ہے تو پھر کہا جاتا ہے کہ (متوفیک) کا معنی ہے میں تجھے پورا پورا لوں گا اور یہاں موت کے معنی میں نہیں حالاں کہ یہ بات بھی قرآن کے خلاف ہے کیوں کہ قرآن میں وفات کی دو قسمیں ہیں۔ (۱) حقیقی موت (۲) عارضی موت (نیند)۔ اللہ کا فرمان ہے ﴿اللَّهُ يَتَوَفَّى الْأَنْفُسَ حِينَ مَوْتِهَا وَالَّتِي لَمْ تَمُتْ فِي مَنَامِهَا﴾ اللہ لوگوں کے مرنے کے وقت ان کے نفوس قبض کرتا ہے اور جن کی موت نہیں آئی ان کے (نفوس) نیند میں قبض کرتا ہے۔ (الزمر: ۴۲)۔

(خاتم النبیین: ۶، ۷)

جواب :

مولف صاحب عجیب کشمکش کا شکار ہیں، رفع کا معنی ”بلندی درجات“ بتا کر خوش ہیں، لو جی جواب ہوا، مگر ان سے کوئی پوچھے کہ جناب من! اس معنی کا انکار کس نے کیا۔؟ یہ لفظ ”بلندی درجات“ اور ”اٹھائے جانے“ دونوں معانی میں مستعمل ہے۔ جیسے ﴿وَرَفَعْنَاهُ مَكَانًا﴾

عَلَيْهَا ﴿﴾ میں مجازی معنی (بلندی درجات) استعمال ہوا اور درج ذیل آیات میں حقیقی معنی (اٹھایا جانا) استعمال ہوا۔

(۱) ﴿رَفَعْنَا فَوْقَكُمْ الطُّورَ﴾ (البقرہ: 63)

”ہم نے آپ پر طور پہاڑ کو لا کھڑا کیا۔“

(۲) ﴿اللَّهُ الَّذِي رَفَعَ السَّمَوَاتِ بِغَيْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا﴾ (رعد: 2)

”اللہ ہی ہے جس نے بغیر ستونوں کے آسمان کو بلند کیا جسے تم دیکھتے ہو“

(۳) ﴿وَرَفَعَ أَبَوَيْهِ عَلَى الْعَرْشِ﴾ (یوسف: 100) ”اپنے ماں باپ

کو عرش پہ بٹھایا“

اب چاہئے تو یہ تھا کہ اپنے پسند کردہ معنی پر کوئی دلیل پیش کرتے اور ہمارے بیان کردہ معنی کو غلط ثابت کرتے۔ ایسا تو کر نہیں سکے (نہ کر سکتے ہیں تا قیامت) اور آگے نکل گئے، حالاں کہ اگر پوری آیت دیکھ لی جائے تو کوئی بھی ذی فہم اس کا معنی آسانی سے سمجھ سکتا ہے، (آیت اوپر پیش کی جا چکی ہے)

دوسرے یہ کہ (بالفرض) اس کا معنی بلندی درجات کر لیا جائے تب بھی نزول عیسیٰ ﷺ اور حیات عیسیٰ ﷺ کے منافی نہیں اور نہ ہی اس سلسلہ کی احادیث قرآن کے مخالف ہیں، کیا یہ قاعدہ ہے کہ جس کو اوپر اٹھالیا جائے اس کے درجات بلند نہیں ہوتے، یا جس کے درجات بلند ہوں اسے اوپر نہیں اٹھایا جاسکتا۔؟ اگر ایسا کچھ نہیں تو احادیث اور قرآن میں تعارض کیسے۔؟ ارے بھائی! تعارض اس وقت ہوتا جب قرآن کہتا کہ عیسیٰ ﷺ کو زندہ نہیں اٹھایا گیا اور ان کا نزول نہیں ہوگا اور احادیث میں ہوتا کہ ان کا نزول ہوگا تب آپ کی بات قابل التفات ہوتی، ورنہ آپ کی بلا دلیل تحقیقات کون سنتا ہے۔

(۲) تحقیق ”مُتَوَفِّيكَ“

حضور کی تحقیقات عالیہ کے مطابق اس لفظ کا استعمال صرف دو معنوں میں ہے۔
(۱) موت (۲) نیند۔ مگر یہاں بھی قرآن نے ہادی تحقیق کی مخالفت کر رکھی ہے۔ دیکھئے:

(۱) ﴿ثُمَّ تَوَفَّى كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا

يُظْلَمُونَ﴾ (البقرہ: 281)

”پھر ہر نفس کو اس کا کمایا ہوا پورا پورا دیا جائے گا“

(۲) ﴿فَكَيْفَ إِذَا جُمِعْتُمْ لِيَوْمٍ لَا رَيْبَ فِيهِ وَوُفِّيَتْ كُلُّ نَفْسٍ مَّا

كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ﴾ (آل عمران: 25)

”کیا سما ہوگا جب ہم ان کو روز قیامت کیلئے جمع کریں گے اور ہر نفس اپنے

ظلم کا پورا پورا بدلہ دیا جائے گا۔“

(۳) ﴿إِنَّمَا تُوفُونَ أَجُورَكُمْ يَوْمَ الْقِيَمَةِ﴾ (آل عمران: 185)

”قیامت کے روز تمہارے عمل تمہیں پورے پورے دیئے جائیں گے۔“

یہاں اور بہت سی آیات میں اس کا معنی پورا پورا لیا جانا ہے، ممکن ہے جناب کے ہاں ان کا معنی یوں ہو کہ ان کے اعمال کو نیند یا موت آئے گی، وہ بھی اس وقت جب موت کا سلسلہ ختم ہو چکا ہوگا۔

ع یہاں پگڑی اچھلتی ہے اسے میخانہ کہتے ہیں

دوسرا یہ کہ توفی کا معنی ”نیند“ آپ نے بھی تسلیم کیا، تو اپنے ہی بیان کردہ دو معنوں میں سے صرف ایک پر اصرار کیوں؟ اگر کوئی اس کا معنی نیند کرتا ہے (جیسا کہ بعض مفسرین نے کیا) تو کس دلیل سے ٹھکراو گے؟ سینہ زوری کے علاوہ بھی کوئی دلیل ہے آپ کے پاس؟ جب یہ لفظ تینوں معنوں میں مستعمل ہے تو وہی معنی لیا جائے گا جو نبی مکرم ﷺ صحابہ، تابعین اور اجماع امت سے ثابت ہونہ کہ وہ جو صدیوں بعد غلام احمد قادیانی اور اس کی

ذریعہ پر ”نازل“ ہوا ہو۔

آنکھیں اگر بند ہوں تو پھر دن بھی رات ہے

قصور بھلا کیا ہے اس میں آفتاب کا

تیسرے جائزے پر ایک نظر:

” (۳) ﴿وَإِنْ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ إِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهِ قَبْلَ مَوْتِهِ وَيَوْمَ الْقِيَمَةِ يَكُونُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا﴾ ” اور ہر اہل کتاب اپنی موت سے پہلے اس پر یقین کرے گا اور وہ روز قیامت ان پر گواہ ہوں گے“ (النساء: 159) اس آیت میں ﴿قَبْلَ مَوْتِهِ﴾ میں ضمیر کا مرجع عیسیٰ علیہ السلام کو قرار دینا قرآن کی روشنی میں صحیح نہیں کیوں کہ ﴿وَيَوْمَ الْقِيَمَةِ يَكُونُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا﴾ کا اگر یہ معنی کیا جائے کہ عیسیٰ علیہ السلام ان اہل کتاب پر گواہی دیں گے تو یہ غلط ہے۔ اب جب کہ عیسیٰ علیہ السلام پر نزول کے بعد لوگ ایمان لائیں تو پھر تو یہ امت عیسیٰ علیہ السلام کی ہوئی اور جب آپ ان لوگوں پر شہادت بھی دیں تو ”خاتم النبیین“ آپ ٹھہرے نہ کہ محمد ﷺ جو کہ قرآن کے خلاف ہے نیز گواہی مجرموں پر دی جاتی ہے نہ کہ ایمان والوں پر۔ اس امت پر گواہی محمد ﷺ کی ہے نہ کہ عیسیٰ علیہ السلام کی۔ جیسا کہ قرآن مجید میں ہے ﴿فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ وَجِئْنَا بِكَ عَلَى هَؤُلَاءِ شَهِيدًا﴾ ”بھلا اس دن کیا حال ہوگا جب ہم ہر امت میں سے ایک حال بتانے والے کو لائیں گے اور آپ ﷺ کو ان لوگوں پر گواہ پیش کریں گے“ (النساء: 41)۔“

اس امت پر گواہی محمد ﷺ کی ہے۔ بعض مفسرین نے قرآن حکیم کے سیاق و سباق کی روشنی میں یہاں گواہ محمد ﷺ کو قرار دیا ہے۔ تو بات واضح ہے کہ آیت میں ﴿قَبْلَ مَوْتِهِ﴾ میں ضمیر کتابی کی طرف راجع ہے نہ کہ عیسیٰ علیہ السلام کی طرف، آیت میں عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کی کوئی بات ہی نہیں لیکن لوگ بغیر سوچے سمجھے کتاب اللہ پر ظلم کرتے ہیں۔ امام نووی شرح مسلم میں لکھتے ہیں ”وَذَهَبَ كَثِيرُونَ أَوْ الْأَكْثَرُونَ أَنَّ الضَّمِيرَ يَعُودُ عَلَى الْكِتَابِيِّ“ اکثر مفسرین کا مذہب یہ ہے کہ ﴿قَبْلَ مَوْتِهِ﴾ میں ضمیر کتابی کی طرف پلٹتی

ہے وَهَذَا مَذْهَبُ أَظْهَرُ فَإِنَّ الْأَوَّلَ يَخْصُ الْكِتَابِيَّ وَظَاهِرُ الْقُرْآنِ عُمُومُهُ لِكُلِّ كِتَابِيٍّ۔ اور یہی مذہب زیادہ ظاہر ہے کیوں کہ پہلی بات کتابی کے لئے خاص ہے اور قرآن کی ظاہری بات اس کی عمومیت کے لحاظ سے ہر کتابی کے لئے ہے۔ (شرح مسلم جلد اول صفحہ ۸۷)

تو معلوم ہوا کہ یہی بات صحیح ہے تاکہ قرآن مجید کا عموم اپنے حال پر برقرار رہ سکے

(خاتم النبیین: 9)

(جواب):

ہم ثابت چکے کہ متقدمین سلف نے اس سے مراد نزول عیسیٰ علیہ السلام لیا ہے۔ مگر مولف صاحب نے غضب کی قوت استدلال پائی ہے، فرماتے ہیں عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لانے سے امت تو ان کی ہوگی نہ کہ محمد ﷺ کی، مطلب نبی ﷺ کا امتی عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان ہی نہیں لاسکتا یا عیسیٰ علیہ السلام کا امتی نبی ﷺ پر ایمان نہیں لاسکتا، جب کہ خود پیغمبر ﷺ نے پچھلے تمام انبیاء کی

نبوت کا اقرار اور ان پر ایمان لانا فرض قرار دے رکھا ہے، یقیناً کسی بھی نبی کا منکر مسلمان نہیں رہتا، ممکن ہے جناب ایسے کھیڑوں کے قائل نہ رہے ہوں اور صرف نبی ﷺ پر ایمان ہو باقی انبیاء پر نہ ہو۔ یہ بھی کیا خوب کہی کہ اگر عیسیٰ ﷺ گواہی دیں گے تو ”خاتم النبیین“ ٹھہریں گے۔ سورہ بقرہ میں ہے۔

﴿وَكَذَلِكَ جَعَلْنَاكُمْ أُمَّةً وَسَطًا لِتَكُونُوا شِدَاءَ عَلَى النَّاسِ
(البقرہ: 143)﴾

”اسی طرح ہم نے آپ کو امت وسط بنایا تاکہ آپ لوگوں پر گواہی دے سکیں“

اب گواہی کن پردی جائے گی رسول اللہ ﷺ کی زبانی سنئے:

قَالَ الْإِمَامُ الْبُخَارِيُّ - حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ رَاشِدٍ، حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، وَأَبُو أُسَامَةَ وَاللَّفْظُ لِجَرِيرٍ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، وَقَالَ أَبُو أُسَامَةَ حَدَّثَنَا أَبُو صَالِحٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يُدْعَى نُوحٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، فَيَقُولُ: لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ يَا رَبِّ، فَيَقُولُ: هَلْ بَلَغْتَ؟ فَيَقُولُ: نَعَمْ، فَيَقَالُ لِأُمَّتِهِ هَلْ بَلَغَكُمْ؟ فَيَقُولُونَ: مَا أَتَانَا مِنْ نَذِيرٍ، فَيَقُولُ: مَنْ يَشْهَدُ لَكَ؟ فَيَقُولُ: مُحَمَّدٌ وَأُمَّتُهُ، فَتَشْهَدُونَ أَنَّهُ قَدْ بَلَغَ ﴿وَيَكُونُ الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا﴾ (البقرہ: 143) فَذَلِكَ قَوْلُهُ جَلَّ ذِكْرُهُ ﴿وَكَذَلِكَ جَعَلْنَاكُمْ أُمَّةً وَسَطًا لِتَكُونُوا شِدَاءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُونُ الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا﴾ (البقرہ: 143: وَالْوَسْطُ الْعَدْلُ

”ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قیامت

والے دن نوح علیہ السلام کو پکارا جائے گا وہ کہیں گے اے اللہ میں حاضر تو اللہ پوچھیں گے کیا آپ نے میرا دین اپنی امت کو پہنچا دیا تھا؟ وہ فرمائیں گے جی ہاں یا رب! پھر ان کی امت سے پوچھا جائے گا کیا نوح علیہ السلام نے تم کو دین پہنچا دیا؟ وہ کہیں گے نہیں ہمارے پاس تو کوئی ڈرانے والا نہیں آیا، تب نوح علیہ السلام سے گواہ طلب کیا جائے گا، وہ محمد ﷺ اور ان کی امت کا حوالہ دیں گے۔ امت محمدیہ ان کی گواہی دے گی اور نبی ﷺ امت کی گواہی دیں گے۔ اسی طرح اللہ کا یہ قول ہے۔

﴿وَكَذَلِكَ جَعَلْنَاكُمْ أُمَّةً وَسَطًا لِتَكُونُوا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُونَ الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا﴾

”اسی طرح ہم نے آپ کو امت وسط بنایا تاکہ آپ لوگوں پر گواہی دے سکیں اور رسول ﷺ آپ پر گواہ ہوں گے۔“

(صحیح البخاری: 4487)

کیا استدلال فرمایا؟ نبی ﷺ کا ہر امتی ”خاتم النبیین“ ہے یا نبی مکرم ﷺ امت نوح علیہ السلام کے نبی ہیں، یا قرآن کی آیت بھی قرآن کے خلاف ہے۔؟؟

ع اندھے کو اندھیرے میں بڑی دور کی سوجھی

میرے دوست گواہی دینا یا نہ دینا نزول عیسیٰ علیہ السلام کے منافی نہیں اور نہ ہی اس سے شان نبوت میں کوئی کمی آتی ہے، بل کہ ایک نبی کی امت پر کسی دوسرے نبی کی گواہی حتیٰ کہ دوسرے نبی کے امتی کی کسی نبی پر گواہی خود قرآن سے ثابت ہے۔ جیسا کہ ہم نے بیان کیا، باقی رہا ضمیر کا مسئلہ وہ کہاں لوٹتی ہے؟ اس پر مفصل بحث ہو چکی، جمہور مفسرین ائمہ ہدیٰ اور آیت کا سیاق و سباق اسی بات پر دلالت کرتا ہے کہ ضمیر کا مرجع عیسیٰ علیہ السلام ہیں۔

لیکن اگر اس سے مراد اہل کتاب بھی لیا جائے تو اس کا معنی وہی ہوگا جو مفسر ابو مالک غزوٰان الغفاری رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمایا۔

«حَدَّثَنِي يَعْقُوبُ بْنُ إِبرَاهِيمَ قَالَ ثنا هُشَيْمٌ قَالَ أَخْبَرَنَا حُصَيْنٌ عَنْ أَبِي مَالِكٍ فِي قَوْلِهِ: ﴿إِلَّا لِيُؤْمِنَنَّ بِهِ قَبْلَ مَوْتِهِ﴾ (النساء: 159) قَالَ ذَلِكَ عِنْدَ نَزُولِ عِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ لَا يَبْقَى أَحَدٌ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ إِلَّا لِيُؤْمِنَنَّ بِهِ»

”نزل ابن مریم علیہ السلام کے وقت اہل کتاب میں سے کوئی بھی ایسا نہیں ہوگا، جو ان پر ایمان نہ لے آئے“

(تفسیر الطبری 7: 665 سندہ صحیح)

ع آفتاب آمد دلیل آفتاب

چوتھا جائزہ اور کج بخشی:

﴿وَإِنَّهُ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ﴾ ”اور وہ (عیسیٰ علیہ السلام) قیامت کے لئے دلیل ہیں“ (الزخرف: 61) یہاں لوگوں نے ”علم“ کو ”علم“ بنا دیا۔ علم کے معنی جاننا، پہچاننا اور دلیل کے ہیں جب کہ علم کا معنی جھنڈا، نشان کے ہیں۔ یہاں مشرکین مکہ سے خطاب ہے، چوں کہ وہ قیامت کے منکر تھے اور اہل کتاب کے بتلانے کی وجہ سے وہ یہ سمجھتے تھے کہ عیسیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نعوذ باللہ اللہ کے بیٹے تھے کیوں کہ وہ بغیر باپ کے پیدا ہوئے تھے۔ مشرکین مکہ کو سمجھایا جاتا ہے کہ وہ اللہ کا بیٹا نہیں بلکہ وہ اللہ کا بندہ تھا، اللہ نے اس پر انعام کیا تھا اب جب کہ تم قیامت کا انکار کرتے ہو تو اللہ تعالیٰ جب

عیسیٰ علیہ السلام کو بغیر باپ کے پیدا کر سکتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے اسی بندہ کے معجزہ سے مردے زندہ کئے تو وہی اللہ اپنی مخلوق کو دوبارہ زندہ کیوں نہیں کر سکتا۔ قیامت کے وقوع کی دلیل مانگتے ہو تو عیسیٰ علیہ السلام قیامت کے آنے کے لئے دلیل ہے۔ عبد اللہ بن محمد بن عبد الوہاب اپنی کتاب مختصر سیرت الرسول میں لکھتے ہیں ﴿وَإِنَّهُ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ﴾ اُنّی ما وضعت علی یدیہ من الآیات من احياء الموتی و ابراء الاسقام، و کفی بہ دلیلاً علی علم الساعة فلا تمترن بها و اتبعون۔ (صفحہ ۱۲۷)

ترجمہ: (اور یقیناً وہ قیامت کے لئے دلیل ہیں پس اس قیامت کے آنے میں شک نہ کرنا) یعنی آپ کے ہاتھوں پر جو نشانیاں (یعنی معجزات) دئے گئے، مردوں کا زندہ کرنا اور بیماروں کو تندرست کرنا اور قیامت کے لئے کافی دلیل ہے پس قیامت کے آنے میں شک نہ کرنا اور میری پیروی اختیار کرنا۔

بات بس اتنی ہے اب قرآن کے الفاظ میں تبدیلی کرنا کون سا اسلام ہے۔
بقول کسے خود تو بدلے نہیں قرآن کو بدل دیتے ہیں

(خاتم النبیین 10، 11)

جواب:

آج انکشاف ہوا کہ موصوف شعر کی ٹانگیں توڑنا خوب جانتے ہیں، عرض ہے اس آیت کی یہ تفسیر ہماری خود ساختہ نہیں بل کہ مفسر امت سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی بیان کردہ ہے:

حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، قَالَ ثنا عَمَّارُ بْنُ رُزَيْقٍ، عَنْ مَنْصُورٍ،

عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، ﴿وَإِنَّهُ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ﴾

(الزخرف 61) قَالَ: «خُرُوجُ عِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ»

”قیامت کی نشانی سے مراد، عیسیٰ علیہ السلام کا (قرب قیامت) خروج ہے۔“

(مصنف ابن ابی شیبہ: 31874 سندہ صحیح)

تو آنجناب کا فتویٰ (خود تو بدلتے نہیں قرآن کو بدل دیتے ہیں) کہاں جا رہا ہے۔؟ نعوذ باللہ من ذلک۔ رہی آپ کی تیار کردہ تفسیر تو اس کا ”من گھڑت ہونا“ آپ کے لفظوں سے عیاں ہے۔ جو قیامت کا ہی منکر ہے وہ عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ کا بیٹا کیوں کہے، اہل مکہ کے ساتھ کون سے اہل کتاب رہتے تھے جن سے یہ عقیدہ اخذ کیا گیا، اگر اہل کتاب سے عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کا بیٹا کہنے والا عقیدہ لیا جاسکتا ہے تو قیامت کا عقیدہ کیوں نہیں لیا جاسکتا۔ اس تفسیر کی دلیل کیا ہے کوئی تاریخی، تفسیری یا حدیثی حوالہ؟ وہ لوگ عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت و معجزات کے اقراری تھے جو ان کو سمجھایا جائے کہ جناب ان کے معجزے قیامت کی دلیل ہیں، ایسا ہرگز نہیں بل کہ اس کی تفسیر وہی ہے جو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان فرمائی، باقی رہا عبد اللہ بن محمد بن عبد الوہاب رحمہ اللہ کا حوالہ تو وہ آپ کے مخالف جا رہا ہے انہوں نے معجزوں کو قیامت کی دلیل بنایا ہے اور نزول بھی معجزہ ہے، اسی طرح دجال کا ابن مریم علیہ السلام کو دیکھ کر پکھلنا بھی ان کا معجزہ ہے، لہذا قیامت کی دلیل ہے۔ اگر آپ کا خیال ہو کہ عبد اللہ بن عبد الوہاب رحمہ اللہ نے ان معجزوں کا ذکر نہیں کیا تو یہ قاعدہ یاد رہے۔ ”عدم ذکر عدم شے کو مستلزم نہیں“

ایک بے ڈھنگا استدلال:

لکھتے ہیں: ”عیسیٰ علیہ السلام قیامت کی نشانی نہیں کیوں کہ قیامت کی نشانیاں آچکی ہیں۔ ﴿فَهَلْ يَنْظُرُونَ إِلَّا السَّاعَةَ أَنْ تَأْتِيَهُمْ بَغْتَةً فَقَدْ جَاءَ أَشْرَاطُهَا فَأَنَّى لَهُمْ إِذَا جَاءَ تُهْمُ ذِكْرُهُمْ﴾ اب تو یہ لوگ قیامت کے ہی منتظر ہیں کہ ناگہاں ان پر آ واقع ہو، سو اس کی نشانیاں (وقوع میں) آچکی ہیں۔ پھر وہ ان پر آ نازل ہوگی اس وقت انہیں نصیحت کہاں فائدہ دیا“ (محمد: ۱۸)

درج بالا آیت سے چند باتیں ثابت ہوئیں کہ قیامت اچانک آئے گی۔ قیامت کی نشانیاں آگئی ہیں۔ قیامت کا آنا اچانک ہے تو قیامت کا نزدیک ہونا یا دور ہونا بھی اللہ کے سوا کسی کے علم میں نہیں ﴿قُلْ إِنْ أَدْرِي أَقْرَبُ مِمَّا تُوْعَدُونَ أَمْ يَجْعَلُ لَهُ رَبِّي أَمَدًا﴾ ”کہ دو کہ جس (دن) کا وعدہ تم سے کیا جاتا ہے میں نہیں جانتا کہ وہ نزدیک ہے یا میرے رب نے اس کے لئے مدت دراز کر دی ہے۔“ (الحج: ۲۵) دیکھئے نبی ﷺ کو تو قیامت کی نزدیکی یا دوری کا علم نہیں جب کہ عیسیٰ کے نزول کے قائلین کو علم کہ جب تک عیسیٰ علیہ السلام نہیں آئیں گے قیامت دور ہے۔ جب وہ آجائیں تو قیامت قریب ہو جائے گی۔ (العیاذ باللہ)

(خاتم النبیین: ۱۱)

تعاقب:

توجہ کیجئے آں جناب صرف نزول عیسیٰ علیہ السلام کے نہیں بل کہ سرے سے علامات قیامت کے ہی منکر ہیں، دجال، نزول، دابة الارض، یا جوج ماجوج اور دوسری علامات ان میں سے ایک بھی قائم ہونے کی نہیں کیوں کہ علامات قیامت تو قائم ہو چکی ہیں۔ گویا کتب حدیث میں

”ابواب اشراط الساعة، ابواب الفتن“ سارے کے سارے فضول ہیں۔ اس اچھوتے استدلال کے مطابق قیامت قریب نہیں بل کہ قیامت آچکی ہے۔ کیوں کہ قرآن میں ہے۔

﴿آتَىٰ أَمْرُ اللَّهِ فَلَا تَسْتَعْجِلُوا﴾ (النحل: ۱)

”قیامت آچکی ہے تم جلدی نہ کرو“

یہ قاعدہ اسقدر جامع ہے کہ کسی مفسر سے پوچھنے کی ضرورت ہی نہیں، اگر کوئی کہے اس کا معنی قرب قیامت ہے تو یہ خلاف قرآن ہونے کی وجہ سے رد ہوگا قرآن تو کہے قیامت آچکی ہے، قرب قیامت کے قائلین کہیں کہ نہیں قیامت آنے والی ہے ابھی آئی نہیں، جب وہ آجائیں تو قیامت قریب ہو جائے گی۔ کیا فرماتے ہیں جناب مفسر بیچ اس مسئلہ کے؟

ناظرین:

جب ہادی صاحب کے استدلال تاریکبوت سے بھی کمزور ثابت ہو چکے ہیں، تو ہمیں ان آیات اور ان جیسی دوسری آیات کا مطلب سمجھ لینا چاہئے۔ لغت عرب کا اصول ہے کہ جس چیز کا آئندہ زمانے میں ہو جانا یقینی ہو اس پر ماضی کا صیغہ بول دیا جاتا ہے جیسا کہ امام ابن کثیر رحمہ اللہ (م: 774) اسی آیت کی تفسیر بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

يُخْبِرُ تَعَالَىٰ عَنِ اقْتِرَابِ السَّاعَةِ وَدُنُوبَهَا مُعَبَّرًا بِصِيغَةِ الْمَاضِي
الدَّالُّ عَلَى التَّحَقُّقِ وَالْوُقُوعِ لَا مَحَالَةَ (كَمَا قَالَ تَعَالَىٰ)
﴿اقْتَرَبَ لِلنَّاسِ حِسَابُهُمْ وَهُمْ فِي غَفْلَةٍ مُّعْرِضُونَ﴾ (الأنبياء: ۱)

۱، وَقَالَ ﴿اقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ﴾ (الْقَمَر: ۱)

”اللہ رب العزت صیغہ ماضی کے ساتھ قرب قیامت کی خبر دے رہے ہیں، کیوں کہ (صیغہ ماضی) یقینی تحقق اور وقوع پر دلالت کتا ہے۔ جیسا کہ قرآن مجید میں ہے کہ لوگوں کا حساب قریب ہے اور وہ غفلت میں

منہ پھیرے کھڑے ہیں۔ اور فرمایا قیامت قریب آچکی اور چاند پھٹ گیا
 ‘‘

(تفسیر ابن کثیر: 4/555)

اسی طرح سورہ لہب کو دیکھئے،

﴿تَبَّتْ يَدَا أَبِي لَهَبٍ وَتَبَّ﴾ (لہب: ۱)

’ابو لہب کے دونوں ہاتھ برباد ہو گئے‘

اس آیت کی تفسیر سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے یوں مروی ہے:

قَالَ الْإِمَامُ النَّسَائِيُّ - أَخْبَرَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ يَعْقُوبَ، قَالَ: حَدَّثَنِي
 عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ بْنُ غِيَاثٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ: حَدَّثَنَا
 الْأَعْمَشُ، قَالَ: حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ مُرَّةَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ
 ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: لَمَّا نَزَلَتْ ﴿وَأَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ
 الْأَقْرَبِينَ﴾ (الشعراء 214) : صَعِدَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الصَّفَا، فَجَعَلَ يُنَادِي يَا بَنِي فِهْرٍ، يَا بَنِي عَدِيٍّ،
 يَا بَنِي فُلَانٍ لِبُطُونِ قُرَيْشٍ، حَتَّى اجْتَمَعُوا، فَجَعَلَ الرَّجُلُ إِذَا لَمْ
 يَسْتَطِعْ أَنْ يَخْرُجَ أَرْسَلَ رَسُولًا يَنْظُرُ، وَجَاءَ أَبُو لَهَبٍ وَقُرَيْشٌ
 قَدْ اجْتَمَعُوا، فَقَالَ: أَرَأَيْتُمْ لَوْ أَخْبَرْتُكُمْ أَنَّ خَيْلًا بِالْوَادِي تُرِيدُ
 أَنْ تُغِيرَ عَلَيْكُمْ أَكُنْتُمْ مُصَدِّقِي؟ قَالُوا: نَعَمْ، مَا جَرَّبْنَا عَلَيْكَ إِلَّا
 صِدْقًا، قَالَ: فَإِنِّي نَذِيرٌ لَكُمْ بَيْنَ يَدَيِ عَذَابٍ شَدِيدٍ قَالَ أَبُو لَهَبٍ
 تَبَّا لَكَ سَائِرَ الْيَوْمِ، أَلْهَذَا جَمَعْتَنَا؟ فَنَزَلَتْ ﴿تَبَّتْ يَدَا أَبِي
 لَهَبٍ﴾ (المسد: ۱)

”عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب یہ آیت اتری ”اپنے قریبی رشتہ داروں کو ڈرائیے“ رسول اللہ ﷺ صفا پہاڑی پر چڑھے اور آواز لگانے لگے ابو بنی فہر، ابو بنی عدی، ابو بنی فلاں وہ لوگ جمع گئے حتیٰ کہ جو آدمی پہنچ نہیں سکتا تھا اس نے کوئی دوسرا آدمی بھیج دیا ابو لہب اور قریش بھی آگئے تو فرمایا: کیا خیال ہے اگر میں آپ کو خبر دوں کہ اس پہاڑی کے پیچھے ایک لشکر ہے اور تم پر حملہ کرنا چاہتا ہے کیا آپ میری تصدیق کریں گے؟ کہنے لگے جی ہاں! ہم نے تو آپ کو سچا ہی پایا ہے تو فرمایا میں تمہیں سخت عذاب سے ڈرا رہا ہوں۔ ابو لہب کہنے لگا تیرے لئے تمام دن ہلاکت ہو (نعوذ باللہ) کیا تو نے اس لئے جمع کیا تھا؟ تب یہ سورت اتری ابو لہب تیرے دونوں ہاتھ ہلاک ہو گئے۔

(السنن الکبریٰ للنسائی: 11362، سندہ صحیح)

مطلب یہی کہ ابو لہب برباد ہو جائے گا لیکن یہاں پہ ماضی کا صیغہ بول دیا گیا، کیوں کہ یہ بات یقینی تھی اور اس کے خلاف ہو جانا ممکن ہی نہیں تھا۔
خود بدلتے نہیں قرآن کو بدل دیتے ہیں
ہوئے کس درجہ بے توفیق فقیہان حرم

اس کے بعد ہادی صاحب نے انبیاء کے تشریف لانے کا مقصد بیان کیا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ انبیاء بشیر و نذیر بن کر آتے ہیں اور نبی ﷺ آخری نذیر ہیں، ان کے بعد کسی نذیر (عیسیٰ علیہ السلام) کا آنا قرآن کے خلاف ہے۔ حالاں کہ عیسیٰ علیہ السلام کا آنا قرآن کے خلاف نہیں بل کہ خود قرآن سے ثابت ہے۔ واللہ الحمد

روایات نزول پر مشق ستم:

ابتدائی تمہید (جس پر دو صفحے ضائع کئے گئے ہیں) کا خلاصہ یہ ہے کہ نزول عیسیٰ ﷺ کی روایات میں اضطراب ہے اور قرآن کے خلاف ہیں چنانچہ لکھتے ہیں:

”کسی روایت میں ہے کہ جب وہ نازل ہوں گے تو امامت کرائیں گی اور کسی میں ہے کہ امامت سے انکار کریں گے۔ کسی میں ہے یضع الحرب جنگ کو موقوف کریں گے کسی میں یضع الجزیہ جزئیہ کو موقوف کریں گے“

(جواب):

امامت کے کروانے یا انکار کرنے کے مسئلہ میں ہمارے مضمون ”امامت عیسیٰ“ (ضرب حق شمارہ نمبر ۱۰، اپریل ۲۰۱۶) کا مطالعہ کیجئے وہاں تفصیلی بحث ہو چکی ہے۔ کچھ یہاں بھی نقل کئے دیتے ہیں:

ہمارے مہربان ان دونوں احادیث کو باہم معارض فرما رہے ہیں، اور عنوان باندھا ہے ”تضاد نمبر ۲“ حالانکہ ان میں تعارض بالکل نہیں بلکہ اجمال ہے۔ تفصیل دوسری روایات میں موجود ہے۔

حَدَّثَنَا نَعِيمُ بْنُ حَمَّادٍ، حَدَّثَنَا ضَمْرَةُ بْنُ رَبِيعَةَ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي عَمْرٍو السَّيْبَانِيِّ، عَنْ عَمْرِو بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الْحَضْرَمِيِّ، عَنْ أَبِي أُمَامَةَ الْبَاهِلِيِّ ؓ قَالَ: «ذَكَرَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الدَّجَالَ، فَقَالَتْ أُمُّ شُرَيْكٍ: فَإِنَّ الْمُسْلِمُونَ يَوْمَئِذٍ يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «بَيْتِ الْمُقَدَّسِ يَخْرُجُ حَتَّى يُحَاصِرَهُمْ وَإِمَامُ النَّاسِ يَوْمَئِذٍ رَجُلٌ صَالِحٌ فَيَقَالُ صَلِّ الصُّبْحَ فَإِذَا كَبُرُ وَدَخَلَ فِيهَا عِيسَى بْنُ مَرْيَمَ، فَإِذَا رَأَاهُ ذَلِكَ الرَّجُلُ عَرَفَهُ، فَرَجَعَ يَمْشِي الْقَهْقَرَى، فَيَتَقَدَّمُ عِيسَى، فَيَضَعُ يَدَهُ

بَيْنَ كَتِفَيْهِ، ثُمَّ يَقُولُ صَلِّ! فَإِنَّمَا أُقِيمَتِ لَكَ الصَّلَاةُ، فَيُصَلِّي
 عِيسَى ﷺ وَرَاءَهُ، ثُمَّ يَقُولُ: افْتَحُوا الْبَابَ فَيَفْتَحُونَ الْبَابَ؛ وَمَعَ
 الدَّجَالِ يَوْمَئِذٍ سَبْعُونَ أَلْفًا يَهُودٌ كُلُّهُمْ ذُو سَاحٍ وَسَيْفٍ مُحَلٍّ، فَإِذَا
 نَظَرَ إِلَى عِيسَى ﷺ ذَابَ كَمَا يَذُوبُ الْمِلْحُ فِي الْمَاءِ ثُمَّ يَخْرُجُ
 هَارِبًا، فَيَقُولُ: عِيسَى ﷺ إِنَّ لِي فِيكَ ضَرْبَةً لَنْ تَفُوتَنِي بِهَا فَيُذَرِّكُهُ
 فَيَقْتُلُهُ فَلَا يَبْقَى شَيْءٌ مِمَّا خَلَقَ اللَّهُ تَعَالَى يَتَوَارَى بِهِ يَهُودِيٌّ إِلَّا
 أَنْطَقَهُ اللَّهُ، لَا حَجَرَ وَلَا شَجَرَ وَلَا دَابَّةً إِلَّا قَالَ: يَا عَبْدَ اللَّهِ الْمُسْلِمَ،
 هَذَا يَهُودِيٌّ فَاقْتُلْهُ إِلَّا الْغَرْقَدَ فَإِنَّهَا مِنْ شَجَرِهِمْ، فَلَا تَنْطِقُ وَيَكُونُ
 عِيسَى فِي أُمَّتِي حَكَمًا عَادِلًا وَإِمَامًا مُقْسِطًا»

(الفتن لنعيم بن حماد: 1589 سندہ صحیح)

اس کا مفہوم یہ ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام جب آئیں گے تو امام مہدی کی اقتداء میں نماز ادا کریں گے، دجال کو قتل کریں گے، یہودیوں کا خاتمہ کریں گے، اس کے بعد امام عیسیٰ علیہ السلام ہوں گے۔ یہی مضمون کعب بن زید کے اثر میں اس طرح وارد ہوا ہے۔

حدثنا ضمرة عن يحيى بن ابي عمرو والسيباني، عن كعب، قال:
 يحاصر الدجال المومنين ببیت المقدس، فيصيبهم جوع
 شديد حتى ياكلوا اوتار قسيهم من الجوع، فيبينما هم على ذلك
 اذ سمعوا صوتا في الغلس، فيقولون: ان هذا لصوت رجل
 شعبان، قال: فينظرون، فاذا بعيسى بن مريم قال: وتقام الصلاة
 فيرجع امام المسلمين المهدى فيقول عيسى عليه السلام: تقدم

!فلک اقيمت الصلاة، فيصلی بهم ذلك الرجل تلك الصلاة
قال: ثم يكون عيسى اماما بعده۔

(الفتن للنعم بن حماد: 1663 سندہ صحیح)

”کعب بن اللہ بیان کرتے ہیں کہ دجال مومنین کا محاصرہ کئے ہوگا کہ
عیسیٰ علیہ السلام کا نزول ہوگا، وہ آئیں گے۔ (اولا) مہدی کی اقتداء میں نماز ادا
کریں گے، دجال کو قتل کریں گے اور اس کے بعد فرائض امامت عیسیٰ
بن مریم علیہ السلام سرانجام دیں گے۔“

ان روایات کے تتبع سے معلوم ہوا کہ امامت واقتداء دونوں کام ہوں گے، امام مہدی کی
اقتداء پہلی ملاقات کے موقع پر اور امامت قتل دجال کے بعد۔ مصیبت یہ ہے کہ منکرین
حدیث کو علمی اختلاف کا ”چچ“ ہی نہیں، بس سرسری نگاہ سے دیکھا اور لگے ناچنے کہ لوجی
آگیا احادیث میں تعارض۔ نفس کے پجاریو! صدیاں بیت گئیں، بڑے بڑے
مشتشرقین، ائمہ اعترال، جہمیہ، حنفیہ اور ادیبان عرب اس بے فائدہ شغل میں لگے رہے مگر
تعارض تو کجا لغوی غلطی بھی پیش نہ کر سکے۔ تم بچارے کیا کرو گے۔؟

سنجھالیں گے کیا وہ کلیجہ کسی کا

سنجھلتا نہیں جن سے دوپٹہ اپنا

(صفحہ: 14, 15)

رہی جزیہ و جنگ موقوف کرنے کی بات تو اس پر بھی ہم نے ایک مستقل مضمون
لکھا ہے، مختصر ایوں سمجھئے کہ اس وقت تمام لوگ ایمان لے آئیں گے تو جزیہ و جنگ خود بخود
ختم ہو جائیں گے، جیسا کہ قرآن مجید میں ہے

﴿وَإِنْ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ إِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهِ قَبْلَ مَوْتِهِ وَيَوْمَ

الْقِيَامَةِ يَكُونُ عَلَيَّمْ شَيْدًا ﴿١٥٩﴾

”تمام اہل کتاب (سیدنا عیسیٰ علیہ السلام) کی وفات سے پہلے ان پر ایمان لے آئیں گے۔ اور قیامت کے دن ان پر گواہ ہوں گے۔“

اب مسلمانوں سے جنگ تو ہونے سے رہی، مگر انکار کا مرض یہاں بھی کام دکھا چکا وہ یوں کہ ہادی صاحب شاید اس قرآنی آیت کو ماننے کے موڑ میں بھی نہیں ہیں۔ چنانچہ لکھتے ہیں:

”ان روایات میں ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام پر سارے اہل کتاب ایمان لائیں گے۔ قرآن کی آیت سے ایسا نتیجہ اخذ کرنا جو دوسری آیات سے ٹکرائے غلط ہے، قرآن مجید میں یہودیوں کے بارہ میں آیا ہے ﴿وَالْقَيْنَا بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاءَ إِلَى يَوْمِ الْقِيَمَةِ﴾ ”اور ہم نے ان میں بغض و عداوت قیامت تک ڈال رکھا ہے“ (المائدہ: ۶۴)

نصاری کے بارے میں آیا ہے ﴿فَاَغْرَيْنَا بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاءَ﴾ پس ہم نے ان کے درمیان عداوت اور بغض قیامت کے دن تک ڈال رکھا ہے (المائدہ: ۱۴)“

آل عمران میں ہے ﴿وَجَاعِلُ الَّذِينَ اتَّبَعُوكَ فَوْقَ الَّذِينَ كَفَرُوا إِلَى يَوْمِ الْقِيَمَةِ﴾ ”اور تیرے پیروکاروں کو قیامت کے دن تک کافروں پر فائق رکھنے والا ہوں۔“ (آل عمران: ۵۵)

(جواب):

احادیث کو قرآن مخالف بنانے کا شغل بتدریج ترقی پذیر ہے۔ پہلے احادیث اور قرآن میں تعارض تھا اب قرآن اور قرآن میں بھی تعارض دستیاب ہے، یہ کام آپ بھی کر سکتے ہیں

ع مگر اس میں لگتی ہے ”ڈھٹائی“ زیادہ

بس تھوڑی ہمت کرنا ہوگی، وہ یوں کہ آپ دعویٰ کر دیں کہ اسفید ہے پھر ڈٹ جائیں کس میں ہمت ہے جو کوئے کو کالا کر دکھائے، اس خدا کے بندے نے ”إِلَى يَوْمِ الْقِيَمَةِ“ کا معنی سمجھنے میں بہت بڑی غلطی کی ہے، یہ صاحب لغت کی ادنیٰ اردو کتاب (القاموس الوحید) بھی دیکھ لیتے تو جان لیتے کہ ”الی“۔ نزدیک و قریب۔ کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے۔ مشہور لغوی ابن منظور افریقی (م: 711) لکھتے ہیں:

«إِذَا اسْتَأْجَرَ الرَّجُلُ دَابَّةً إِلَى مَرَوْ، فَإِذَا أَتَى أَدْنَاهَا فَقَدْ أَتَى مَرَوْ»

جب کسی نے شہر مرو تک جانے کے لئے سواری کرایہ پر لی، اور مرو کے قریب آیا تو اس سے مرو میں آنا ہی سمجھا جائے گا“

(لسان العرب: 435/15)

پس ثابت ہوا کہ ان آیات میں توافق ہے، تعارض نہیں کہ قرب قیامت تک تو ان میں دشمنی و عداوت رہے گی بعد میں جب تمام لوگ اسلام لے آئیں گے تو ختم ہو جائے گی۔ اپنے اصول کی زد میں:

یہ جو آیت جناب نے ہمارے خلاف پیش کی ہے ﴿وَجَاعِلُ الَّذِينَ اتَّبَعُوكَ فَوْقَ الَّذِينَ كَفَرُوا إِلَى يَوْمِ الْقِيَمَةِ﴾ ”اور تیرے پیروکاروں کو قیامت کے دن تک کافروں پر فائق رکھنے والا ہوں۔“ (آل عمران: ۵۵) اسی آیت کا پہلا ٹکڑا ہے ﴿إِذْ قَالَ اللَّهُ يٰعِيسَىٰ إِنِّي مُتَوَفِّيكَ وَرَافِعُكَ إِلَيَّ وَمُطَهِّرُكَ﴾ ”جب اللہ نے کہا کہ اے عیسیٰ علیہ السلام میں تجھے (زندہ) آسمانوں کی طرف اٹھانے والا ہوں اور تجھے پاک کرنے والا ہوں کافروں سے“

پچھلے صفحات میں مکمل بحث گزر چکی ہے کہ یہاں ”متوفیک“ سے مراد زندہ اٹھایا جانا ہے، مگر بعض مفسرین نے اس سے مراد موت لیا ہے، وہ لوگ تقدیم و تاخیر کے قائل ہیں یعنی رفع ”اٹھایا جانا“ پہلے اور توفی ”موت“ بعد میں ہے۔ اس پر جناب کی رگ حمیت پھڑک اٹھی اور یوں گویا ہوئے:

”اللہ کے بندو! قرآن میں تقدیم و تاخیر اللہ خود کرے تو اور بات ہے لیکن مخلوق کو یہ حق حاصل نہیں کہ وہ اپنی طرف سے قرآن میں تبدیلی کرے۔ نبی ﷺ کو حکم ہے ﴿قُلْ مَا يَكُونُ لِي أَنْ أُبَدِّلَهُ مِنْ تِلْقَآئِ نَفْسِي﴾” کہ دو کہ مجھے یہ اختیار نہیں کہ اس (قرآن) کو اپنی طرف سے بدل دوں“ (یونس: ۱۵۹) اس لئے آگے پیچھے کا چکر چلانا صحیح نہیں“ (خاتم النبیین: ۹)

آیت کی ترتیب دیکھیں: متوفیکؑ رافعکؑ مطہرکؑ جاعل الذین اتبعوکؑ فوق الذین کفرواؑ توفیؑ رفعؑ تطہیر اور غلبہؑ اس میں دو باتیں قابل غور ہیں۔ (۱) یا تو عیسیٰ علیہ السلام کی تطہیر پہلے ہوئی اور موت و رفع بعد میں مگر یہ تفسیر جناب کو منظور نہیں کیوں کہ خود فرماتے ہیں ”آگے پیچھے کا چکر چلانا صحیح نہیں (۲) دوسرا یہ کہ پہلے موت پھر اٹھایا جانا پھر تطہیر اور ہاں متبعین کا غلبہ سب سے آخر میں۔ اس ترتیب کے مطابق غلبہ کی صرف ایک صورت ہو سکتی ہے اور وہ ہے آخری دور میں غلبہؑ کیوں کہ اگر ہادی صاحب والا معنی مراد لیں تو ابھی تطہیر باقی ہے اور غلبہ تطہیر کے بعد ہوگا اگر اہلسنت والا معنی مراد لیں تو وفات باقی ہے غلبہ بعد میں ہوگا۔ جب غلبہ بعد میں ہوگا تو آپ کے اصول سے ثابت ہوا کہ ”الی یوم القیمة“ میں قیامت تک آنے والا ہر زمانہ شامل نہیں کیوں کہ وعدہ عیسیٰ علیہ السلام کی زندگی میں ہوا تھا، اور اس وقت سے لے کر آج تک کتنے زمانے گزر چکے مگر

غلبہ نہیں ہوا۔ اگر ہادی صاحب کہیں کہ غلبہ ہو چکا ہے تو ان سے کہا جائے گا کہ اس سے تفسیر سے آیت میں تقدیم و تاخیر لازم آتی ہے اور یہ بات خلاف اصول جناب ہے ”آگے پیچھے کا چکر چلانا صحیح نہیں“۔

الجھا ہے پاؤں یار کا زلف دراز میں

لو آپ اپنے دام میں صیاد آگیا۔

اسناد پر بلا بصارت تبصرہ:

سوء اتفاق کہنے یا سازش اغیار، مشاہدہ یہ ہے کہ تمام باطل پرست بخاری و مسلم پر معترض رہتے ہیں، ہمارے کرم فرمانے بھی اس سنت پہ دل و جاں سے عمل پیرا ہو کر پنجہ آزمائی کے لئے صحیح بخاری کی روایات کو چننا ہے، اور منہ کی کھائی ہے۔ لکھتے ہیں:

”لیکن اگر دیکھا جائے تو راویوں پر بھی کلام ہے۔“

پہلی روایت کی سند: حَدَّثَنَا إِسْحَقُ أَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ ثَنَا أَبِي عَنْ صَالِحٍ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ..... (بخاری جلد ۱ صفحہ ۲۹۶)

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا قسم اس رب کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے وہ زمانہ قریب ہے کہ مریم کے بیٹے عیسیٰ علیہ السلام تم لوگوں میں حاکم عادل ہو کر اتریں گے صلیب کو توڑ ڈالیں گے، سور مار ڈالیں گے، جزیہ موقوف کر دیں گے، اس وقت مال کی بہت فراوانی ہو جائے گی کوئی لینے والا نہ ہوگا، ایک سجدہ دنیا و مافیہا سے بہتر ہوگا..... الخ

اس روایت میں اسحاق بن راہویہ، ابراہیم بن سعد اور امام زہری پر اعتراض کیا

ہے۔ موصوف یہی اعتراض اپنے کتابچے ”دجال کے کارنامے“ میں بھی داغ چکے ہیں۔ اس پر ہم نے ایک مستقل مضمون میں تعاقب کیا تھا بہتر ہوگا اسی مضمون کے اقتباس یہاں بھی نقل کر دئے جائیں تاکہ دوبارہ لکھنے کی مشق سے بچا جاسکے۔

اعتراض (۲):

صحیح بخاری کی روایت پر اعتراض کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

”یہاں اسحق کا ذکر بغیر ولدیت کے ہے بقول محدثین یہ اسحق بن راہویہ ہے جو ”اختلط فی آخر عمرہ“ آخری عمر میں سٹھیا گیا تھا محدثین اسکی ایک روایت پر جرح کر کے لکھتے ہیں: ولا ريب ان اسحق كان يحدث الناس من حفظه فلعلها اشتبه عليه.“

(میزان الاعتدال 187/7)

(جواب):

جناب نے جو جرح نقل کی ہے وہ اسحاق بن ابراہیم بن کابجر امروزی، پر ہے

دیکھیے (میزان الاعتدال للذہبی: 182/1)

جب کہ اس حدیث کی سند میں اسحاق بن راہویہ ہے۔ یہ ہادی صاحب کی جہالت و ضلالت پر واضح دلیل ہے۔

ع مجنوں نظر آتی ہے لیلیٰ نظر آتا ہے

اعتراض (۳)

ابن سعد: سمعت ابی یقول: ذکر عند یحییٰ عقیل و ابراہیم بن سعد، فجعل كانه يضعفهما، یقول: عقیل و ابراہیم. (میزان

(الاعتدال)

”عبداللہ بن احمد فرماتے ہیں: میں نے اپنے باپ (احمد بن حنبل) سے فرماتے ہوئے سنا کہ یحییٰ بن معین کے سامنے عقیل اور ابراہیم بن سعد کا ذکر کیا گیا تو گویا انہیں ضعیف قرار دینے لگے۔“

جواب:

یہودیانہ خصلت کا بھرپور مظاہرہ۔ ہادی صاحب نے آدھی عبارت لگائی اور آدھی ڈکار گئے ہیں۔ مکمل عبارت یوں ہے:

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ، حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَحْمَدَ، قَالَ سَمِعْتُ أَبِي يَذْكُرُهُ قَالَ ذَكَرَ عِنْدَ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَقِيلٌ وَإِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ، فَجَعَلَ كَأَنَّهُ يُضَعِّفُهُمَا يَقُولُ عَقِيلٌ وَإِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ، قَالَ أَبِي: وَأَيْشَ يَنْفَعُ هَذَا؟ هَؤُلَاءِ ثَقَاتٌ لَمْ يُخْبِرْهُمَا يَحْيَى .

”عبداللہ بن احمد کہتے ہیں میں نے اپنے باپ احمد بن حنبل سے سنا کہ یحییٰ بن سعید القطان کے سامنے عقیل اور ابراہیم بن سعد کا ذکر کیا گیا تو گویا انہیں ضعیف قرار دینے لگے۔ میرے والد فرماتے ہیں کہ کون سی چیز ان کو نفع دے گی؟ یہ لوگ ثقہ تھے کئی ان کو پرکھ نہیں سکے۔“

(الكامل في ضعفاء الرجال: 391/1 سندہ صحیح، میزان الاعتدال: 38/9)

ابراہیم بن سعد کی مزید توثیق:

(۱) امام یحییٰ بن معین نے ”ثقہ“ قرار دیا

(الجرح والتعديل لابن أبي حاتم: 102/2 سندہ صحیح)

(۲) امام معتدل امام عجلۃ اللہ فرماتے ہیں:

ثقة،

(الثقات للعجلی: 52)

(۳) امام ابن حبان رحمۃ اللہ نے ”الثقات“ (7/6) میں ذکر کیا ہے۔

(۴) امام ابن سعد رحمۃ اللہ کہتے ہیں:

كَانَ ثَقَّةً كَثِيرَ الْحَدِيثِ۔

(الطبقات الكبرى: 457)

(۵) حافظ ذہبی رحمۃ اللہ لکھتے ہیں:

وَكَانَ ثَقَّةً صَدُوقًا، صَاحِبَ حَدِيثٍ

(سير أعلام النبلاء: 8/304)

ابراہیم بن سعد کے صحیح بخاری میں متابعین:

اس حدیث کو امام زہری سے صرف ابراہیم بن سعد نے بیان نہیں کیا، بل کہ کئی اور ثقہ راوی بیان کرتے ہیں، جیسا کہ

(۱) لیث بن سعد

(صحیح البخاری: 222)

(۲) سفیان بن سعید الثوری

(صحیح البخاری: 2476)

لہذا ابراہیم بن سعد پر اعتراض کا کوئی تک ہی نہیں

اعتراض (۴):

الزہری: کان یدلس فی النادر۔

(میزان الاعتدال: 4/34)

جواب:

صحیح بخاری (2676) میں سماع کی تصریح موجود ہے۔

ع بندر کیا جانے ادرک کا سواد

جسے صیغہ تدلیس اور صیغہ سماع کا فرق معلوم نہیں۔ وہ حدیث نبوی ﷺ کے مرغزاروں کا رخ کرنے چلا ہے۔ ہادی صاحب آپ کا کیا کام فن حدیث کی مقدس دنیا میں؟

اعترض (۵)

”ابراہیم بن سعد باجے کے ساتھ گانے کو جائز سمجھتا تھا“

(میزان الاعتدال: 32/1)

جائزہ:

یہ قول تاریخ بغداد للخطیب (601/6) میں ہے۔ اس کی سند ”ضعیف“ ہے۔ اس میں عبید اللہ بن سعید بن کثیر جمہور ائمہ حدیث کے نزدیک ”ضعیف“ اور غیر معتبر ہے۔

(۱) امام ابن عدی رحمہ اللہ اس کی بیان کردہ دو حدیثوں پر جرح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

”كَلاَّ الْحَدِيثَيْنِ يَرْوِيهِ عَنْهُ ابْنُهُ عَبْدُ اللَّهِ لَعَلَّ الْبَلَاءَ مِنْ عَبْدِ اللَّهِ“

دونوں حدیثیں (سعید بن کثیر) سے اس کا بیٹا عبید اللہ بیان کرتا ہے۔ اور

شاید مصیبت عبید اللہ کی وجہ سے ہے۔

(الکامل فی ضعفاء الرجال: 475/4)

(۲) امام ابن حبان رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”يَرَوْنِي عَنْ أَبِيهِ عَنِ الثَّقَاتِ الْأَشْيَاءِ الْمَقْلُوبَاتِ لَا يُشَبِّهُ“

حَدِيثُهُ حَدِيثُ الثَّقَاتِ»

”اپنے باپ اور دوسرے ثقات سے الٹی سیدھی روایات بیان کرتا ہے، اس کی حدیث ثقات کی حدیث جیسی نہیں ہے۔“

(المجروحین: 615)

(۳) حافظ ذہبی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: ”تکلم فیہ“

(المجروحین: 615)

دوسری روایت اور اس کی سند:

لکھتے ہیں:

حَدَّثَنَا ابْنُ بُكَيْرٍ ثَنَا لَيْثٌ عَنْ يُونُسَ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ نَافِعٍ مَوْلَى أَبِي قَتَادَةَ..... (بخاری 490/1)

”ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس وقت تمہارا حال کیا ہوگا جب مریم کے بیٹے عیسیٰ علیہ السلام تم میں اتریں گے اور تمہارا امام تم میں ہوگا۔“

اس روایت کے دو راویوں پر معترض ہیں (۱) یحییٰ بن عبد اللہ بن کثیر (۲) یونس بن یزید الایلی چنانچہ لکھتے ہیں:

”يَحْيَى بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بُكَيْرٍ: قَالَ أَبُو حَاتِمٍ..... يُكْتَبُ حَدِيثُ وَلَا يُحْتَجُّ بِهِ وَقَالَ النَّسَائِيُّ ضَعِيفٌ وَقَالَ مَرَّةً لَيْسَ بِثِقَةٍ..... مِيزَان (391/4)

”ابو حاتم نے کہا کہ اس کی حدیث تو لکھی جاسکتی ہے لیکن قابل استدلال نہیں ہو سکتی۔ نسائی نے کہا ضعیف ہے اور کبھی کہتا ثقہ (قابل

اعتماد) نہیں۔“

(جواب):

اس راوی کو جمہور نے ثقہ کہا ہے۔

(۱) امام مسلم اس سے اپنی صحیح (1851) میں اس سے روایت لائے ہیں۔

(۲) امام حاکم اس کی ایک روایت کے بارہ میں فرماتے ہیں:

هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحُ الْإِسْنَادِ، وَلَمْ يُخَرِّجَاهُ

”اس حدیث کی سند صحیح ہے بخاری مسلم نے اس کی تخریج نہیں کی۔“

(المستدرک علی الصحیحین للحاکم: 9137)

(۳) امام ابن خزیمہ اپنی صحیح (163) میں اس سے روایت لائے ہیں۔

(۴) امام ابن عبد البر اس کی حدیث کے بارہ میں فرماتے ہیں۔

قَالَ أَبُو عُمَرَ: هَذَا أَحْسَنُ إِسْنَادٍ جَاءَ بِهِ هَذَا الْحَدِيثُ۔

”جس سند سے یہ روایت آئی ہے ”احسن الاسناد“ ہے

(جامع بیان العلم وفضله: 1/193)

(۵) ابو یعلیٰ خلیل بن عبد اللہ بن احمد بن ابراہیم بن الخلیل

القزوينی (م: 446) لکھتے ہیں:

يَحْيَى بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بُكَيْرٍ ثِقَةٌ۔

”یحییٰ بن عبد اللہ بن بکیر ثقہ ہے۔“

(الإرشاد فی معرفة علماء الحديث للخليلي: 1/262)

(۶) ابن حبان ”الثقات“ (نص- 16333) میں ذکر کیا ہے۔

(۷) امام ابو نعیم اصفہانی اپنی کتاب المسند المستخرج علی

صحیح مسلم (410) میں اس سے روایت لائے ہیں۔

(۸) حافظ ذہبی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

کان صدوقا واسع العلم مفتیا۔

”صدوق وسیع العلم اور مفتی تھے۔“

(الکاشف: 2/379)

(۹) امام ابو عوانہ مستخرج (782) میں اس سے روایت لائے ہیں۔

نوموتقین کے مقابلہ میں دو جارحین کی جرح بالاتفاق ناقابل قبول ہے، خصوصاً اس صورت میں جب کہ امام نسائی رحمہ اللہ یہ تشدد کا الزام بھی ہے۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے نزول کی روایت بیان کرنے میں یحییٰ کے متابعین:

(۱) یزید بن ہارون

(تفسیر ابن ابی حاتم: 6249، سندہ صحیح)

(۲) عبدالرزاق بن ہمام

(الایمان لابن منہ: 409، 415، سندہ صحیح)

(۳) بشر بن بکر

(مستخرج ابو عوانہ: 310، الایمان لابن منہ: 413، سندہ صحیح)

(۴) زہیر بن حرب ابو خثیمہ

(سنن کبریٰ للبیہقی: 11549، سندہ صحیح)

(۵) ابو بکر عبداللہ بن محمد بن ابی شیبہ

(سنن کبریٰ للبیہقی: 11549، سنن ابن ماجہ: 4078، سندہ صحیح)

(٦) عبدالاعلى بن حماد النرسى

(سنن كبرى للبيهقى: 11549، سندہ صحیح)

(٧) عبدالاعلى بن عبدالاعلى

(الفتن لنعيم بن حماد: 1561، سندہ صحیح)

(٨) نعيم بن حماد

(الفتن لنعيم بن حماد: 1611، سندہ صحیح)

(٩) معتز بن سليمان

(الفتن لنعيم بن حماد: 1623، سندہ صحیح)

(١٠) سرتج بن النعمان الجوهري

(المستدرک على الصحيحين للحاكم: 4153، سندہ صحیح)

(١١) يعلى بن عبید

(المستدرک للحاکم: 4162، سندہ صحیح)

(١٢) عفان بن مسلم

(مستدرک: 4163، سندہ صحیح)

(١٣) حماد بن مسعود

(المعجم الصغير للطبرانی: 84، سندہ صحیح)

(١٤) هدير بن خالد

(سنن ابى داود: 4324، سندہ صحیح)

(١٥) قتيبة بن سعيد

(سنن ترمذی: 2233، صحيح بخارى: 2222، سندہ صحیح)

(١٦) محمد بن يوسف بن واقد ابو عبد الله الفريابي

(شرح مشكل الآثار: 103، سندہ صحیح)

(۱۷) ابراہیم بن سعد

(صحیح ابن حبان: 6779 سندہ صحیح)

(۱۸) الولید بن مسلم

(صحیح ابن حبان: 6806 سندہ صحیح)

(۱۹) معاذ بن ہشام

(صحیح ابن حبان: 6814 سندہ صحیح)

(۲۰) علی بن عبداللہ

(صحیح بخاری: 2476)

(۲۱) عبداللہ بن وہب

(صحیح مسلم: 244)

(۲۱) عبداللہ بن زبیر الحمیری

(مستخرج ابو عوانہ: 310 سندہ صحیح)

(۲۲) علی بن حرب

(مستخرج ابو عوانہ: 310 سندہ صحیح)

(۲۳) الولید بن مزید

(مستخرج ابی عوانہ: 315 سندہ صحیح)

(۲۳) ابوداود الطیالسی

(مسند ابی داود الطیالسی: 2416 سندہ صحیح)

(۲۵) یحییٰ بن سعید القطان

(مسند احمد: 9632 سندہ صحیح)

یونس بن یزید پر جرح اور ہادی صاحب کی علم حدیث سے ناواقفی:
لکھتے ہیں:

”شذ ابن سعد فى قوله ليس بحجة وشذ وكيع وقال سئى الحفظ وكذا استنكر له احمد بن حنبل احاديث وقال الاثرم ضعف احمد امر يونس (ميزان الاعتدال ۴: ۳۹۱) ابن سعد نے اس کو چھوڑا ہے اس کی روایت قابل استدلال نہیں۔ وکیع نے اسے چھوڑا ہے اور کہا ہے کہ اس کا حافظہ خراب تھا اور اسی طرح احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے اس کی روایات کو منکر قرار دیا ہے۔ اور اثرم نے کہا احمد بن حنبل نے یونس کو احادیث کے معاملے میں ضعیف قرار دیا۔“

(خاتم النبیین: 18)

(جواب):

ان صاحب نے سمجھ رکھا ہے کہ شاید میری تحقیق شریف پہ نظر کرم کرنے والے بھی میری طرح جاہل ہوں گے، اس لئے حافظ ذہبی رحمہ اللہ کی عبارت کا ترجمہ بھی درست نہیں کیا کہ جانتے تھے اگر ترجمہ صحیح کر دیا تو میرے عام قارئین بھی میری طبیعت صحیح کر دیں گے۔ جنا ب حافظ ذہبی رحمہ اللہ تو فرمائیں کہ اس سلسلے میں ابن سعد اور وکیع بن جراح رحمہما اللہ کے اقوال شاذ ہیں مگر آپ اس کے ترجمے سے کترا جائیں کیا علمی تحقیق اسی کا نام ہے؟ رہی امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کی جرح تو وہ بھی جمہور معدلین کے مقابلے میں قبول نہیں۔

معدلین یونس بن یزید الایلی:

(۱) عبد اللہ بن مبارک

قَالَ ابْنُ أَبِي حَاتِمٍ - نَا عَبْدَ الرَّحْمَنِ نَا صَالِحُ بْنُ أَحْمَدَ (بن محمد) بْنِ حَنْبَلٍ نَا عَلِيُّ يَعْنِي ابْنَ الْمَدِينِيِّ قَالَ سَأَلْتُ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ مَهْدِيٍّ عَنْ يُونُسَ (بن یزید) (الایلی) قَالَ كَانَ ابْنُ

المُبَارَكُ يَقُولُ كِتَابَهُ صَحِيحٌ۔

”عبداللہ ابن مبارک رحمہ اللہ فرماتے ہیں اس کی کتاب صحیح ہے۔“

(الجرح والتعديل لابن أبي حاتم: 248/9 سندہ صحیح)

(۲) عبدالرحمن بن مہدی

قَالَ ابْنُ مَهْدِيٍّ وَأَقُولُ أَنَا كِتَابُهُ صَحِيحٌ

(الجرح والتعديل لابن أبي حاتم: 248/9 سندہ صحیح)

(۳) یحییٰ بن معین

قَالَ ابْنُ أَبِي حَاتِمٍ - نَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ أَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِسْحَاقَ فِيمَا

كُتِبَ إِلَيَّ قَالَ نَا عُثْمَانُ (بن سعيد) قَالَ قُلْتُ لِيَحْيَى بْنُ مَعِينٍ

يُونُسُ بْنُ يَزِيدَ أَحَبُّ إِلَيْكَ أَوْ عَقِيلٌ؟ فَقَالَ يُونُسُ ثِقَّةٌ قُلْتُ أَيْنَ

يَقَعُ الْأَوْزَاعِيُّ مِنْ يُونُسَ؟ فَقَالَ يُونُسُ أَسْنَدُ عَنِ الزُّهْرِيِّ

”عثمان بن سعید دارمی رحمہ اللہ کہتے ہیں: میں نے یحییٰ بن معین سے پوچھا

، آپ کے نزدیک زیادہ محبوب یونس ہے یا عقیل؟ تو فرمایا یونس ثقہ ہے،

عرض کیا اوزاعی اور یونس کی بابت بتائیں؟ فرمایا زہری سے روایت

کرنے میں یونس بہتر ہے۔“

(الجرح والتعديل لابن أبي حاتم: 240/9 سندہ صحیح)

(۴) ابو زرہ

نَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ قَالَ سُئِلَ أَبُو زُرْعَةَ عَنْ يُونُسَ بْنِ يَزِيدَ فَقَالَ: لَا

بَأْسَ بِهِ۔

”امام ابو زرہ رحمہ اللہ سے اس کے بارہ میں پوچھا گیا تو فرمایا اس میں کوئی

”حرج نہیں۔“

(الجرح والتعديل لابن أبي حاتم: 249/9 سندہ صحیح)

(۵) احمد بن صالح

نَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ أَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِسْحَاقَ فِيمَا كَتَبَ إِلَيَّ قَالَ نَا
عُثْمَانُ بْنُ سَعِيدٍ الدَّارِمِيُّ قَالَ سَمِعْتُ أَحْمَدَ بْنَ صَالِحٍ يَقُولُ
نَحْنُ لَا نُقَدِّمُ فِي الزُّهْرِيِّ عَلَى يُونُسَ أَحَدًا۔
”ہم زہری کی حدیث میں یونس پر کسی کو مقدم نہیں کرتے تھے۔“

(الجرح والتعديل لابن أبي حاتم: 249/9)

(۶) امام مسلم صحیح (104) میں روایت لائے ہیں۔

(۷) امام نسائی ایک حدیث کے بعد لکھتے ہیں:

هَذَا خَطَأٌ وَالصَّوَابُ حَدِيثُ يُونُسَ بْنِ يَزِيدَ۔
”یہ خطا ہے اور درست ہونس بن یزید کی روایت ہے۔“

(سنن النسائي: 2096)

(۸) امام ترمذی

هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ۔

”یہ حدیث حسن صحیح ہے۔“

(سنن الترمذی: 2778)

(۹) امام حاکم

هَذَا إِسْنَادٌ صَحِيحٌ عَلَى شَرَطِ الشَّيْخَيْنِ

(مستدرک علی الصحیحین للحاکم: 1621)

(۱۰) ابن حبان ثقات (1187) میں ذکر کیا ہے۔

(۱۱) ابو نعیم اصبہانی اپنی کتاب (المسند المستخرج علی صحیح

مسلم لابی نعیم: 1034) میں اس سے روایت لائے ہیں۔

(۱۲) امام محی السنۃ بغوی اس کی ایک حدیث کے بارہ میں فرماتے ہیں:

هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ - یہ حدیث صحیح ہے

(شرح السنۃ: 265)

(۱۳) امام ابو عوانہ مستخرج (1973) میں اس سے روایات لائے ہیں۔

(۱۴) امام عجل

یونس بن یزید الایلی ثقہ۔

(الثقات للعجلی: 379)

(۱۵) امام ابن خزیمہ اپنی صحیح (2702) میں روایت لائے ہیں۔

(۱۶) امام ضیاء الدین مقدسی اس کی ایک حدیث کے بارہ میں رقمطراز

ہیں: اِسْنَادُهُ صَحِيحٌ

(الاحادیث المختارہ: 2618)

(۱۷) امام ابن عساکر اس کی ایک حدیث کے بارہ میں لکھتے ہیں:

هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ -

(معجم ابن عساکر: 634)

(۱۸) حافظ ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

يُونُسُ بْنُ يَزِيدٍ الْإِيلِيُّ أَحَدُ الْأَثْبَاتِ عَنِ الزُّهْرِيِّ وَالْقَاسِمِ

وَعِكْرَمَةَ وَعَنْهُ بَنُ الْمُبَارَكِ وَابْنُ وَهْبٍ -

”یونس بن یزید الایلی زہری قاسم عکرمہ سے بیان کرنے ثقات میں سے

ایک ثقہ ہے اور اس سے عبداللہ بن مبارک اور ابن وہب بیان کرتے ہیں۔“

(الکاشف:- 6480)

یونس بن یزید کے متابعین سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے نزول والی روایت بیان کرنے میں:

(۱) سفیان بن حسین

(تفسیر ابن ابی حاتم: 6249 سندہ صحیح)

(۲) لیث بن سعد

(الایمان لابن منہ: 407، سنن ترمذی: 2233، صحیح بخاری: 2222 سندہ صحیح)

(۳) معمر بن راشد

(الایمان لابن منہ: 409 سندہ صحیح)

(۴) عبدالرحمن بن عمرو والاوزعی

(الایمان لابن منہ: 413، شرح مشکل الآثار: 103 سندہ صحیح)

(۵) عقیل بن خالد

(الایمان لابن منہ: 417 سندہ صحیح)

(۶) سفیان بن عیینہ

(سنن کبریٰ للبیہقی: 11549، سنن ابن ماجہ: 4078 سندہ صحیح)

(۷) محمد بن اسحاق بن یسار

(الفتن لنعیم بن حماد: 1561، المستدرک للحاکم: 4162 سندہ صحیح)

(۸) سلیمان بن ترخان التیمی

(الفتن لنعیم بن حماد: 1623 سندہ صحیح)

(۹) فلیح بن سلیمان

(المستدرک علی الصحیحین للحاکم: 4153 سندہ صحیح)

(۱۰) ہمام بن یحییٰ

(مستدرک حاکم: 4163، سنن ابی داؤد: 4324 سندہ صحیح)

(۱۱) عبداللہ بن عون

(معجم الصغیر للطبرانی: 84 سندہ صحیح)

(۱۲) صالح بن کیسان

(صحیح ابن حبان: 6779 سندہ صحیح)

(۱۳) ہشام دستوائی

(صحیح ابن حبان: 6814 سندہ صحیح)

(۱۴) عبدالرحمن بن ابی ذئب

(مستخرج ابو عوانہ: 316 سندہ صحیح)

(۱۵) احمد بن حنبل

(مسند احمد: 7269 سندہ صحیح)

(۱۶) سعید بن ابی عروبہ

(مسند احمد: 9632 سندہ صحیح)

اسی حدیث کی ایک اور سند پر اعتراض:

صحیح بخاری میں ایک دوسری سند سے یہی روایت موجود ہے، ہمارے ”صاحب“ نے اس کو تیسری روایت بنا دیا ہے۔ خیر ان کی جہالت ان کے سر ہمیں اس پر اٹھائے گئے اعتراض کا جائزہ لینا ہے۔ یہاں موصوف نے ثقہ امام لیث بن سعد اور امام زہری رحمہ اللہ پر چڑھائی کی ہے، سنئے:

لَيْثُ بْنُ سَعْدٍ: قَالَ يَحْيَى بْنُ مَعِينٍ كَانَ يُسَاهِلُ فِي السَّمَاعِ
وَالشُّيُوخِ (تهذيب 416/8) قَالَ وَفِي حَدِيثِهِ عَنِ الزُّهْرِيِّ بَعْضُ

الاضطراب (صفحہ: 414) یحییٰ بن معین نے کہا کہ حدیث سننے اور شیوخ کے ناموں میں غفلت برتنا تھا (یعنی کیا سنا اور کس سے سنا اس میں متساہل تھا) زہری سے جو حدیث لیتا اس میں کچھ نہ کچھ اضطراب (خلل، تردد، شک) ہوتا تھا۔
دیکھئے درج بالا سند میں زہری سے لی ہوئی حدیث ہے۔ اس لئے یہ روایت مشکوک ہوئی۔

(خاتم النبیین: 18)

(جواب):

تہذیب میرے پاس موجود ہے لیث بن سعد کا ترجمہ سامنے ہے آپ کا پیش کردہ حوالہ دیکھ لیا ہے یہاں ابن معین کی لیث بن سعد پر جرح کے الفاظ کچھ یوں ہیں۔
وَقَالَ عَبَّاسُ الدُّوْرِيِّ سَأَلْتُ يَحْيَى بْنَ مَعِينٍ قُلْتُ أَيُّهُمَا أَثَبْتُ لَيْثَ بْنَ سَعْدٍ أَوْ ابْنَ أَبِي ذَنْبٍ فِي سَعِيدِ الْمَقْبَرِيِّ؟ فَقَالَ كِلَاهُمَا ”عباس دوری رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے یحییٰ بن معین رحمہ اللہ سے پوچھا کہ سعید مقبری میں زیادہ ثقہ کون ہے لیث بن سعد یا ابن ابی ذنب؟ فرمایا دونوں۔“

وَقَالَ يَحْيَى بْنُ أَحْمَدَ بْنِ زِيَادٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ مَعِينٍ لَيْثُ ابْنِ سَعْدٍ، وَحِيَوَةُ بْنُ شَرِيحٍ، وَسَعِيدُ بْنُ أَبِي أَيُّوبَ ثِقَاتٌ ”یحییٰ بن احمد بن زیاد کہتے ہیں کہ یحییٰ بن معین رحمہ اللہ نے لیث بن سعد، حیوۃ بن شریح، اور سعید بن ابی ایوب کو ثقہ کہا ہے

(تہذیب الکمال فی أسماء الرجال: 24/263)

یادش بخیر:

ایک معروف مولوی صاحب نے لعنت کا معنی رحمت سے کیا تھا اس کے علاوہ اہل باطل، ترجمہ میں ”استادی“ لگاتے اور الفاظ میں کتر بیونت کرتے آئے ہیں، لیکن پوری عبارت ہی بدل دی جائے، مگر معین بنا کر جیم کی اس کے معاملہ میں ”ل“ پر توثیق کو تضعیف بنا دیا جائے اور وہ بھی کسی سیاست دان سی سینہ زوری سے، یہ کارنامہ جناب کے سر رہے گا۔

ع تم جرح کرو ہو کہ کرامات کرو ہو

جناب آپ کی تیار کردہ جرح تہذیب میں یا کسی دوسری کتاب میں موجود ہی نہیں زہری سے روایت کرنے میں امام لیث کو کسی نے ضعیف نہیں کہا بل کہ یحییٰ بن معین رحمہ اللہ نے ان کو ثقہ کہا ہے۔

نَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ قَالَ ذَكَرَهُ أَبِي عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ مَنْصُورٍ عَنْ
يَحْيَى بْنِ مَعِينٍ أَنَّهُ قَالَ لَيْثُ بْنُ سَعْدٍ ثِقَةٌ۔
”یحییٰ بن معین کہتے ہیں کہ لیث بن سعد ثقہ ہے۔“

(الجرح والتعديل لابن أبي حاتم: 179/7 سندہ صحیح)

لیث بن سعد کی مزید توثیق:

(۱) امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ:

قَالَ أَبِي أَصَحَّ النَّاسِ حَدِيثًا عَنْ سَعِيدِ الْمَقْبُرِيِّ لَيْثُ بْنُ سَعْدٍ
”عبداللہ بن احمد بن حنبل رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میرے والد نے فرمایا لیث
بن سعد سعید مقبری کی روایت میں اصح ہیں“

(العلل ومعرفة الرجال لأحمد رواية ابنه عبد الله: 602)

(۲) ابوکامل مظفر بن مدرک رحمہ اللہ

قَالَ أَبُو كَامِلٍ مَا قَدِمَ عَلَيْنَا هُنَا مِنْ نَاحِيَةِ الشَّامِ رَجُلٌ أَصَحُّ
حَدِيثًا مِنْ لَيْثِ بْنِ سَعْدٍ

”ابو کامل کہتے ہیں ہمارے یہاں شام سے آنے والوں میں لیث بن سعد
سے زیادہ صحیح حدیث بیان کرنے والا نہیں آیا۔“

(العلل ومعرفة الرجال لأحمد رواية ابنه عبد الله: 3616)

(۳) امام عجل

لَيْثُ بْنُ سَعْدٍ يُكْنَى أَبَا الْحَارِثِ، مِصْرِيٌّ، فَهْمِيٌّ، ثِقَةٌ
”ثقة مصری ہے“

(الثقات للعجل: 163)

(۵) علی بن مدینی

نَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ نَا مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ الْبَرَاءِ قَالَ قَالَ عَلِيُّ
ابْنِ الْمَدِينِ اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ ثَبَتٌ

”علی بن مدینی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ لیث بن سعد ”ثبت“ ہے

(الجرح والتعديل لابن أبي حاتم: 179/7 سندہ صحیح)

(۶) ابو حاتم الرازی رحمہ اللہ

نَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ قَالَ سَمِعْتُ أَبِي يَقُولُ اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ أَحَبُّ إِلَيَّ
مِنَ الْمُفَضَّلِ بْنِ فُضَّالَةَ الْمِصْرِيِّ-

”لیث بن سعد مجھے افضل بن فضالہ مصری سے زیادہ محبوب ہے۔“

(الجرح والتعديل لابن أبي حاتم: 180/7، سندہ صحیح)

(۷) ابو زرہ الرازی رحمہ اللہ

نَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ قَالَ سَأَلْتُ أَبَا زُرْعَةَ عَنْ لَيْثِ بْنِ سَعْدٍ فَقَالَ
صَدُوقٌ قُلْتُ يُحْتَجُّ بِحَدِيثِهِ؟ قَالَ أَيْ لَعَمْرِي

”عبدالرحمن بن ابی حاتم کہتے ہیں کہ میں نے ابو زرعه رضی اللہ عنہ سے لیث بن سعد کے متعلق پوچھا تو فرمایا صدوق ہے۔ میں نے کہا اس سے احتجاج پکڑا جائے گا فرمایا ہاں میری جان قربان

(الجرح والتعديل لابن أبي حاتم: 180/7 سنده صحيح)

(۸) یحییٰ بن عبداللہ بن بکیر رضی اللہ عنہ

نَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا زُرْعَةَ يَقُولُ سَمِعْتُ يَحْيَى بْنَ
عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بُكَيْرٍ يَقُولُ اللَّيْثُ أَفْقَهُ مِنْ مَالِكٍ وَلَكِنْ كَانَتْ
الْخُطْوَةُ لِمَالِكٍ،

”یحییٰ بن عبداللہ بن بکیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ لیث بن سعد امام مالک رضی اللہ عنہ سے بڑے فقیہ تھے، لیکن امام مالک رضی اللہ عنہ فضیلت لے گئے۔“

(الجرح والتعديل لابن أبي حاتم: 180/7 سنده صحيح)

(۹) محمد بن ادريس الشافعي الامام

حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنِ الْحَسَنِ عَنِ الرَّبِيعِ عَنِ الشَّافِعِيِّ
قَالَ: كَانَ اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ أَفْقَهُ مِنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ إِلَّا أَنَّهُ ضِعْفُهُ
أَصْحَابُهُ۔

”امام شافعی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ لیث بن سعد امام مالک بن انس سے بڑے فقیہ تھے مگر ان کے شاگردوں نے ان کو ضائع کر دیا۔“

(طبقات المحدثين بأصبهان والواردین علیہا: 406/1 سنده صحيح)

اعتراض ثانی:

”الزہری: کان یدلس فی النادر بعض اوقات تدلیس کرتا تھا (میزان

(40/4

دفع اعتراض:

اوپر ہم بیان کر آئے ہیں کہ امام زہری رحمہ اللہ نے سماع کی تصریح کر رکھی ہے۔ یہاں ہم امام زہری رحمہ اللہ کے متابعین کا ذکر کرتے ہیں تاکہ کوئی بھول میں نہ رہے اور ہماری طرف سے حجت تمام ہو جائے۔

متابعین زہری:

(۱) سعید بن ابی سعید کیسان المقبری

(امالی ابن بشران: 413، الشریعہ للآجری: 887، المستدرک للحاکم: 4162، سندہ صحیح)

(۲) ایوب بن ابی تمیمہ السخنیانی

(الفتن لنعیم بن حماد: 594، سندہ صحیح)

(۳) قتادہ بن دعامہ

(الفتن لنعیم بن حماد: 1623، مستدرک حاکم: 4163، مسند احمد: 9632، سندہ صحیح)

(۴) ہلال بن علی

(المستدرک علی الصحیحین للحاکم: 4153، صحیح بخاری: 3443، سندہ صحیح)

(۵) محمد بن سیرین

(معجم الصغیر للطبرانی: 84، سندہ صحیح)

(۶) معمر بن راشد

(صحیح ابن حبان: 6194، سندہ صحیح)

(۷) عطاء بن میناء

(صحیح ابن حبان: 6816 سندہ صحیح)

ماننے والا تو خبر واحد کو بھی مان لے گا، اور نہ ماننے والا خبر متواتر کا بھی منکر رہے گا، قسمت

اپنی اپنی۔

مقام راہ میں فیض کوئی چاہی نہیں

جو کوئے یار سے نکلے وہ سوئے دار چلے

وفات عیسیٰ علیہ السلام اور دلائل تراشی:

قارئین:

ایک تمہدی بات ذہن میں رہے۔ اختلاف عیسیٰ علیہ السلام کی وفات پر نہیں بل کہ اس نکتے پر ہے کہ ان کی وفات ہو چکی یا قیامت کے نزدیک ہوگی، ہمارا موقف یہ ہے کہ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام ابھی زندہ ہیں قرب قیامت نزول فرمائیں گے اور اس کے بعد ان کی وفات ہوگی جیسا کہ ہم نے دلائل کی روشنی میں واضح کیا، جب کہ فریق مخالف کا دعویٰ ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کی وفات ہو چکی ہے لہذا اس صورت میں ان کو دلیل وہ دینی چاہئے جو ان کے دعویٰ کے مطابق ہو ورنہ.....؟

اب آتے ہیں ملفوظات ہادی کی طرف جو اس سلسلہ میں ان کے قلم سے صادر ہوئے

ہیں۔

دلیل اول:

”وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ“ اور نہیں

محمد ﷺ مگر ایک رسول تحقیق ان سے پہلے سب رسول (دنیا سے) گزر

چکے ہیں“ (آل عمران: ۱۴۴) یہ وہ آیت ہے جو ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے

نبی ﷺ کی وفات پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو خطاب کر کے پڑھی ہے۔“
اس کے بعد ایک دو تفسیری اقوال پیش کئے ہیں جن کا خلاصہ یہی ہے کہ نبی ﷺ سے پہلے
رسول گزر چکے ہیں۔

(خاتم النبیین: 18, 19)

(جواب):

یہاں جناب کا محل استدلال ”خلت“ کا صیغہ ہے۔ موصوف نے اس سے مراد وفات لیا
ہے، مگر کیا خلا کا معنی وفات ہی ہے؟ اس کا جواب قرآن سے لیتے ہیں۔

(۱) ﴿وَإِذَا خَلَوْا إِلَىٰ شَيَاطِينِهِمْ قَالُوا إِنَّا مَعَكُمْ﴾ (البقرة: 14)

”جب اپنے شیطانوں کی طرف جاتے ہیں۔“

(۲) ﴿وَإِذَا خَلَوْا عَصَوْا عَلَيْهِمْ الْأَنَامِلَ مِنَ الْغِيْظِ قُلْ مُوتُوا

بَغِيْظِكُمْ﴾ (آل عمران: 119)

”منافق جب تم سے الگ ہوتے ہیں تو غیظ و غضب کے مارے تم پر

انگلیاں کاٹتے ہیں، کہ دیجئے مرو اپنے غصے میں۔“

کیا خیال ہے، مرے ہوؤں کو کہا جا رہا ہے مرو۔؟

(۳) ﴿فَخَلُّوا سَبِيلَكُمْ﴾ (التوبة: 5)

”ان کا رستہ چھوڑ دو۔“

ان آیات سے معلوم ہوا کہ خلوا کا معنی موت نہیں بل کہ ایک جگہ سے دوسری جگہ جانا
ہے، ہاں موت کے معنی میں بھی استعمال ہوا ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ تمام انبیاء دنیا چھوڑ کر اللہ
کے پاس جا چکے، بذریعہ موت اسی طرح عیسیٰ علیہ السلام بھی آسمانوں کی طرف گئے مگر موت نہیں
آئی بل کہ زندہ گئے، لہذا لغت کا معنی (ایک جگہ سے دوسری جگہ جانا) بھی سلامت رہا اور

آیات قرآنیہ واحادیث نبویہ میں تعارض ڈھونڈنے والے بھی اپنا سامنہ لے کر رہ گئے۔ واللہ
الحمد

کیسے سمجھیں گے تیری شان زمانے والے
خود مٹیں گے وہ تیرا نام مٹانے والے
اہل لغت بھی اس کا معنی گزرا ہی کرتے ہیں۔ جیسا کہ لسان العرب میں ہے۔
خلا: خلا المكان
”خلا معنی مکان چھوڑنا“

(لسان العرب: 237/14)

اسی طرح یہ معنی ہماری زبان میں بھی مستعمل ہے، جیسے آپ کہتے ہیں ”اس ملک میں کئی
صدر گزر چکے“ تو اس سے مراد یہ نہیں ہوتا کہ وہ سارے مرچکے، ہاں کچھ مر گئے ہوں گے کچھ
کرسی صدارت سے اتر گئے ہوں گے، لہذا اس آیت میں وفات عیسیٰ علیہ السلام پر کوئی دلیل موجود
نہیں ہاں زبردستی بنانا چاہو تو آپ کی مرضی کہ جو جرح کو تعدیل اور تعدیل کو جرح بنا سکتا ہے
وہ کیا نہیں کر سکتا۔؟

دوسرا یہ کہ اگر اس سے مراد موت ہی لیا جائے تب بھی آپ کا مدعا ثابت نہیں ہو سکتا قاعدہ
مسلمہ ہے کہ کسی بھی کلام کے عموم سے کسی خاص جزئی پر استدلال غلط ہے خاص طور پر اس
وقت جب وہ خاص جزئی کسی الگ دلیل سے ثابت ہو چکی ہو

مثلاً قرآن میں ہے کہ ﴿إِنَّا خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ مِنْ نُطْفَةٍ أَمْشَاجٍ﴾ (سورة الدھر: 6)

”ہم نے تمام انسانوں کو ایک ملے جلے قطرے سے پیدا کیا۔“

اگر کوئی اس آیت سے ثابت کرنے بیٹھ جائے کہ عیسیٰ علیہ السلام کا بن باپ کے اور آدم علیہ السلام کا بنا
ماں باپ کے پیدا ہونا قرآن کے خلاف ہے لہذا قرآنی آیت قرآن کے مخالف جارہی ہے

تو کیا علاج ہے اس کا۔؟

اسی طرح ﴿ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ أَيْدِي النَّاسِ﴾ (روم: 41)

”برو بحر میں فساد انسانوں کے اعمال کی وجہ سے ہوتا ہے۔“

اگر اس آیت میں تمام انبیاء کو شامل کر لیا جائے تو بات کہاں جا پہنچے گی۔؟ نعوذ باللہ

ع ہم عرض کریں گے تو شکایت ہوگی

دلیل ثانی:

﴿وَمَا جَعَلْنَاهُمْ جَسَدًا لَا يَأْكُلُونَ الطَّعَامَ وَمَا كَانُوا

خَالِدِينَ﴾ ”اور ہم نے ان کو ایسے بدن نہیں دیئے تھے کہ کھانا نہ کھاتے

ہوں اور نہ وہ ہمیشہ رہنے والے تھے۔“ (الانبیاء: ۸)

سورۃ الانبیاء آیت نمبر ۷ میں نبی ﷺ سے پہلے تمام انبیاء کا ذکر ہے کہ وہ

مرد تھے تو لازمی بات ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام بھی دیگر انبیاء کی طرح مرد تھے اور

آپ سے پہلے تھے وہ بھی کھانا کھاتے تھے جیسا کہ سورۃ المائدہ میں

ہے ﴿كَانَا يَأْكُلِنِ الطَّعَامَ﴾ ”دونوں (ماں مریم۔ بیٹا عیسیٰ) کھانا

کھاتے تھے۔“ (المائدہ: ۷۵) فرمایا نہ وہ ہمیشہ رہنے والے

تھے۔ مطلب یہ کہ ان پر موت وارد ہو چکی ہے۔

(خاتم النبیین: 20)

(جواب):

میں اور میرا بھائی کھانا کھایا کرتے تھے، پس ثابت ہوا کہ ہم دونوں فوت ہو چکے ہیں، یہ

ہے ہادی استدلال کا خلاصہ، ارے جو کھانا کھایا کرتے تھے، ان کا مرنا ضروری تو نہیں۔ کسی

زندہ کے لئے بھی یہ بات بولی جاسکتی ہے کہ وہ انسان فلاں کام کیا کرتا تھا اب زیادہ سے

زیادہ یہ ہوا کہ وہ فلاں کام نہیں کرتا۔ وہ ہمیشہ رہنے والے نہیں تو ہم نے کب کہا کہ وہ ہمیشہ رہنے والے ہیں ان کو موت آئے گی جناب،
 ویسے آپ جو آیات پیش فرما کر حیات و نزول عیسیٰ علیہ السلام کی نفی فرما رہے ہیں، ان آیات کا یہ مطلب مرزا قادیانی سے پہلے بھی کسی نے بیان کیا ہے، یا آپ کا فہم پہلوں پر مقدم ہے۔؟
 آیت ثالث:

﴿وَمَا جَعَلْنَا لِيَشْرَ مَنْ قَبْلَكَ الْخُلْدَ أَفَإِنْ مَتَّ فَهُمُ الْخُلْدُونَ﴾
 ”آپ سے پہلے ہم نے کسی انسان کو ہمیشگی نہیں دی پس اگر آپ وفات پا جائیں تو کیا وہ ہمیشہ رہیں گے۔“ (الانبیاء: 34)
 ﴿كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ﴾ ”ہر نفس کو موت کا ذائقہ چکھنا ہے۔“ (الانبیاء: 35)..... درج بالا آیت سے یہ بات بھی ثابت ہوئی کہ عیسیٰ علیہ السلام بھی موت سے نہیں بچے۔

(خاتم النبیین: 20)

(جواب):

خلود کا قائل کون ہے۔؟ یا کس نے کہا کہ عیسیٰ علیہ السلام وفات نہیں پائیں گے۔؟ جناب یہ دلیل ان کو دیجئے جو کہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام ہمیشہ رہیں گے یا کبھی وفات نہیں پائیں گے ہمیں یہ دلیل مطلوب ہے۔ عیسیٰ علیہ السلام وفات پا چکے ہیں اور قرب قیامت نازل نہیں ہوں گے۔؟ اگر ہے تو پیش کیجئے علی الراس والعین ضرور مانیں گے۔

آیت رابع:

﴿وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا مَّا دُمْتُ فِيهِمْ﴾ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي كُنْتُ

أَنْتَ الرَّقِيبُ عَلَيْهِمْ وَأَنْتَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ ﴿١١٤﴾ اور میں ان پر با
خبر جب تک ان میں رہا پس جب آپ نے مجھے وفات دی آپ ہی ان پر
نگہبان رہے اور آپ ہی ہر چیز پر نگران ہیں“ (المائدہ: ۱۱۴)

(خاتم النبیین: 21)

اس آیت پر کچھ گفتگو ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ عیسائیوں کا عقیدہ عیسیٰ علیہ السلام کو الہ ماننے
کا اس بارا میں روز قیامت پوچھا جائے گا تو عیسیٰ علیہ السلام انکار کریں گے اور کہیں گے کہ میں
جب تک ان میں تھا تب تک گواہ تھا جب تو نے مجھے وفات دی تو اس کے بعد کی ذمہ داری
میری نہیں پس ثابت ہوا کہ عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں۔

(جواب):

یہ بھی اپنے مدعا پر دال نہیں، ثابت یہ کرنا تھا کہ عیسیٰ علیہ السلام وفات پا چکے ہیں، اور قرب
قیامت نزول نہیں فرمائیں گے، یہاں تو سادہ سی بات ہے کہ جب تک میں ان میں تھا تب
تک ان پر گواہ تھا اور جب آسمانوں پر زندہ اٹھا لیا گیا (جیسا کہ توفی کے معنی سے ہم نے
ثابت کیا) تو اللہ آپ ہی ان پر نگران تھے۔

ہمارے استاد صاحب ہمارے نگران تھے بعد میں وہ کسی دوسرے سکول چلے گئے اور ہم پر
نگران نہ رہے اس سے ثابت ہوا کہ وہ وفات پا چکے ہیں۔؟ کون عقلمند ہمارے استاد
صاحب کی وفات پر ہماری پیش کردہ دلیل ماننے کو تیار ہے؟

حافظ ابن کثیر (م: 774) لکھتے ہیں:

﴿وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ يَكُونُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا﴾ أَيَّ بِأَعْمَالِهِمُ الَّتِي
شَاهَدَهَا مِنْهُمْ قَبْلَ رَفْعِهِ إِلَى السَّمَاءِ وَبَعْدَ نُزُولِهِ إِلَى الْأَرْضِ -
”عیسیٰ علیہ السلام ان اعمال پر گواہ ہوں گے جن کو آسمان کی طرف اٹھائے جانے

سے قبل دیکھا اور نزول کے بعد دیکھیں گے۔

(تفسیر ابن کثیر: 2/454)

تنبیہ:

اس سلسلے میں ہادی صاحب نے ایک اور آیت پیش کی ہے ﴿أَوْصَانِي بِالصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ مَا دُمْتُ حَيًّا﴾ ”اور مجھے حکم دیا ہے صلوٰۃ اور زکوٰۃ کا جب تک میں زندہ رہوں“۔ (مریم: ۳۱) (خاتم النبیین: ۲۱)

معارض نے تو یہاں اشکال پیش نہیں کیا مگر یہ اشکال عام طور پر اہل قادیان اور ان جیسوں کی طرف سے گردش میں رہتا ہے کہ دیکھئے جب تک زندگی تھی تب تک زکوٰۃ اور نماز پڑھتے رہے اب چوں کہ زکوٰۃ و نماز نہیں پڑھتے لہذا زندگی بھی ختم ہوئی کہ زندگی مشروط تھی نماز و زکوٰۃ کے ساتھ؟

(جواب):

اس آیت کا معنی بیان کرتے ہوئے امام طبری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وَقَوْلُهُ ﴿مَا دُمْتُ حَيًّا﴾ (مریم: 31) يَقُولُ: مَا كُنْتُ حَيًّا فِي الدُّنْيَا مَوْجُودًا، وَهَذَا يُبَيِّنُ عَنْ أَنَّ مَعْنَى الزَّكَاةِ فِي هَذَا الْمَوْضِعِ تَطْهِيرُ الْبَدَنِ مِنَ الذُّنُوبِ، -

”اس آیت سے مراد ہے کہ جب تک دنیا میں زندہ موجود رہے، اس جگہ زکوٰۃ کا معنی گناہوں سے بدن کی تطہیر ہے۔“

(تفسیر الطبری: 15/331)

زکوٰۃ کا معنی پاکیزگی قرآن سے بھی ثابت ہے ﴿وَحَنَانًا مِّنْ لَّدُنَّا وَزَكَاةً﴾ ”ہم نے

یٰحٰیٰ عِیْسٰیؑ کو اپنے پاس سے دلی پاگیزگی عطا کی۔“ (مریم: ۱۲)
﴿لَا هَبَّ لَكَ غُلَامًا زَكِيًّا﴾ ”تا کہ میں آپ کو ایک پاکیزہ فطرت بیٹا
دوں۔“ (مریم: ۱۹)

لہذا اس سے مراد زکوٰۃ مفروضہ لینا بالکل غلط ہے، باقی رہا عبادت کرنا یا نماز پڑھنا تو اس
بات سے کوئی مانع نہیں کہ وہ آسمانوں میں عبادت کرتے ہوں، فتدبر
یہ صاحب خون لگا کر شہیدوں میں نام لکھوانے والے ہیں، مصنف بننے کے شوق میں
چوری چکاری سے کتابچہ لکھ مارا ہے، کوئی نیا اعتراض نہیں بل کہ تمام اعتراض مرزا کی کتابوں
سے چرائے ہوئے ہیں، اور سینہ زوری کی انتہا ہے کہ ایک پورا باب باندھ دیا اہلسنت اور
قادیانیوں کی مماثلت ثابت کرنے میں حالاں کہ ایک مبتدی بھی جانتا ہے کہ حیات مسیح کا
مسئلہ قادیانیوں اور مسلمانوں کے درمیان معرکہ الآراء رہا ہے، عالی جناب اس مسئلہ میں
اہل سنت اور قادیان کو مماثل ثابت کر رہے ہیں، یہ ایسا ہی ہے جیسے کوئی کہے کہ سورج کا کام
روشنی پھیلانا نہیں اندھیرا پھیلانا ہے۔

سوال جواب سیکشن:

صفحہ ۲۳ تا ۲۵ پر موصوف نے یہ اسلوب اپنایا ہے کہ خود ہی ایک سوال کرتے ہیں پھر اس کا
جواب دیتے ہیں، ہم ان کا جواب نقل کریں گے پھر سلسلہ وار اس کا جائزہ لیں گے،
① ”عیسیٰ علیہ السلام کی وفات نبی ﷺ کی بعثت سے پہلے ہو چکی ہے،.....
آپ نے مجھے وفات دے دی تو آپ ہی ان پر نگران تھے۔“ (خاتم
النہیین: 23)

(جواب):

وفات کا مطلب صرف موت کے معنی میں نہیں بل کہ اوپر اٹھائے جانے کے معنی میں بھی

مستعمل ہے جیسا کہ ہم اوپر ثابت کر آئے ہیں، بہتر ہوا کہ آپ نے خود ہی اس کا معنی وفات کر دیا ورنہ.....؟

”(۲) کسی نبی کو امتی کہنا درست نہیں۔“ (خاتم النبیین: 24)

(جواب):

قرآن میں ہے ﴿فَأَمَّنَ لَهُ لُوطٌ﴾ (العنکبوت: 26) ”لوط علیہ السلام ابراہیم علیہ السلام پر ایمان لائے۔“

ثابت ہوا کہ ایک نبی دوسرے نبی کا امتی ہو سکتا ہے۔

③ لَوْ كَانَ مُوسَى وَعِيسَى حَيَّيْنِ مَا وَسَعَهُمَا الْا

اتباعی، اگر بالفرض موسیٰ و عیسیٰ (میری دوران زندگی) زندہ ہوتے تو انہیں بھی بجز میری تابعداری کے چارہ نہ ہوتا۔

(خاتم النبیین: 26)

(جواب):

عرض ہے کہ تفسیر ابن کثیر میں یہ روایت بلا سند موجود ہے، بے سند روایت سے استدلال۔؟ چہ معنی دارد

دعویٰ اجماع یا جادوگری:

جیسا کہ ہم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ثابت کیا کہ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں اور قرب قیامت نزول فرمائیں گے، مگر خدا جانے کون سا منتر ہے جناب کے پاس جو ان کو بخاری، مسلم میں وفات مسیح پر صحابہ کا اجماع نظر آتا ہے، چنانچہ لکھتے ہیں:

جیسا کہ بخاری و مسلم سے ثابت ہے کہ وفات النبی ﷺ پر صحابہ کا اجماع

ہے۔ تو قرآن کی آیت ﴿وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ

الرَّسُولُ ﷺ میں آپ ﷺ سے پہلے تمام انبیاء کی وفات پر بھی اجماع ہے۔

(خاتم النبیین: 26)

(جواب):

اس آیت کا معنی ہم اوپر بیان کر آئے ہیں، وہاں دیکھ لیجئے اور اس خود ساختہ ”اجماع“ شریف کو اجتماعی شاباش دیجئے۔ اللہ کے بندے آپ اجماع کی بات کرتے ہیں، آپ صرف ایک صحابی پیش کر دیں جو اس کا قائل ہو کہ عیسیٰ علیہ السلام وفات پا چکے ہیں۔

(۲) قال مالك مات وهو ابن ثلاث و ثلاثين سنة (مجمع

البحار فی حکم) امام مالک نے کہا کہ آپ (عیسیٰ علیہ السلام) ۳۳ برس کی عمر

میں وفات پا گئے ہیں۔

(ایضاً: 26)

(جواب):

جانے کہاں سے حوالے اٹھلاتے ہو، ازراہ کرم اصل کتاب سے باسند صحیح حوالہ پیش کریں۔ بے پرکی ہانکنے کا فائدہ؟

اس کے بعد چھٹی صدی کے چند مجددین مثلاً عبید اللہ سندھی وغیرہ کے حوالے سے کہا ہے، کہ وہ وفات مسیح کے قائل تھے، تو عرض ہے کہ دو چار کو چھوڑیئے اس صدی کے دو چار ہزار اپنے ساتھ ملا لیجئے، آپ کی دال گلنے کی نہیں کہ دلیل قرآن و سنت اور اجماع سلف ہے

آئندہ عنوان میں قادیانیوں اور اہل سنت میں مماثلت ثابت کرنے کی کوشش کی ہے، جسے ہم قابل التفات نہیں سمجھتے، اس کے بعد دوبارہ سے لفظ توفی پر گل کاری فرمائی ہے، جس کا جواب گزر چکا، اور آخر میں ہم سے کچھ سوال کئے ہیں، یہاں ہم ان سوالوں کا جواب دے کر اجازت طلب کریں گے۔

چند سوالات کے جواب:

سوال :

عیسیٰ علیہ السلام کا دوبارہ نزول نبی و رسول کی حیثیت سے ہوگا یا امتی کی حیثیت سے۔؟

جواب :

نبی اور امتی دونوں حیثیتوں سے، قرآن میں ہے ﴿فَأَمِّنَ لَهُ لُوطٌ﴾ لوط علیہ السلام نبی بھی ہیں اور ابراہیم علیہ السلام کے امتی بھی ہیں۔

سوال :

اگر عیسیٰ علیہ السلام ایک امتی کی حیثیت سے آئیں گے تو کیا ایک امتی کو حق حاصل ہے کہ وہ سارے اہل کتاب اور غیر مسلموں سے کہے مجھ پر ایمان لاؤ؟

جواب :

عرض ہے کہ امتی و نبی دونوں حیثیتوں سے آئیں گے، اور نبی مکرم ﷺ پر ایمان لانے کا مطلب ان پر ایمان لانا ہوگا کہ ان کی دعوت یہی تھی ﴿مِنْ بَعْدِي اسْمُهُ أَحْمَدُ﴾

سوال :

قرآن حکیم میں جہاں ساری انسانیت اور اہل کتاب کو دعوت اسلام دی گئی ہے کیا وہاں یہ بات بھی کہی گئی ہے کہ تم ایک امتی (عیسیٰ علیہ السلام) پر ایمان لانا۔؟

جواب :

قرآن میں ہے ﴿وَإِنْ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ إِلَّا لِيُؤْمِنَنَّ بِهِ قَبْلَ مَوْتِهِ﴾ ”تمام اہل کتاب ان کی موت سے پہلے ان پر ایمان لے آئیں گے۔ تفصیل گزر چکی۔

سوال :

کیا قرآن میں لکھا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کا نزول بطور امتی ہوگا۔؟

جواب :

﴿ثُمَّ جَاءَكُمْ رَسُولٌ لِتُؤْمِنُوا بِهِ وَلَتَنْصُرُنَّهُ﴾

”پھر تم میں ایک رسول آجائے تو تم اس پر ایمان لاؤ گے اور اس کی مدد کرو گے۔“

اس آیت میں حکم موجود ہے کہ جب تمہارے ہوتے ہوئے کوئی رسول آجائے تو اس پر ایمان لاؤ گے، پس نبی ﷺ عیسیٰ علیہ السلام کی زندگی میں تشریف لائے تو عیسیٰ علیہ السلام پر واجب ہوا کہ وہ نبی ﷺ پر ایمان لائیں۔

سوال :

عیسیٰ علیہ السلام کو دوبارہ نزول کے وقت ”نبی“ کی بجائے امتی ماننے سے ان کی نبوت کا انکار تو لازم نہیں آئے گا؟

جواب :

نہیں کیوں کہ ایک نبی کسی دوسرے نبی کا امتی بھی ہو سکتا ہے۔ جیسا کہ اوپر بیان ہوا

سوال :

اگر عیسیٰ نبی اور رسول کی حیثیت سے آئیں گے تو اس وقت آخری نبی ﷺ ہوں گے یا محمد ﷺ۔

جواب :

محمد ﷺ ہوں گے۔

سوال :

اگر تمام انبیاء کے آخر میں آنے والی ہستی عیسیٰ علیہ السلام کو مانا جائے تو محمد ﷺ کے اس فرمان

کا ”فانی آخر الانبیاء لا نبی بعدی“ (میں تمام انبیاء کے آخر میں ہوں اور میرے بعد کسی قسم کا کوئی نبی نہیں ہوگا) کا کیا معنی و مفہوم ہوگا؟

جواب :

آخر میں آنے والی ہستی محمد ﷺ کی ہے، عیسیٰ علیہ السلام تو بہت پہلے تشریف لائے چکے ہیں ابھی فوت نہیں ہوئے، اور یہ قاعدہ مسلمہ ہے کہ پہلے پیدا ہونے سے پہلے فوت ہونا لازم نہیں آتا۔

سوال :

عیسیٰ علیہ السلام کا آسمانوں پر اٹھایا جانا اور وہاں صدیوں رہنا اور پھر زمین پر نزول فرمانا اللہ کی نعمتوں میں سے ہے یا نہیں؟

جواب :

جی ہاں نعمتوں میں سے ہے۔

سوال :

اگر نعمتوں میں سے ہے تو قیامت کے دن عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ اپنی نعمتیں یاد دلائے گا، ان نعمتوں میں عیسیٰ علیہ السلام کا آسمانوں پر اٹھایا جانا، پھر زمین پر نزول فرمانے کا کوئی ذکر نہیں، اس کی کیا وجہ ہے؟

جواب :

یہاں تو بغیر باپ کے پیدائش کا ذکر بھی نہیں، اس کی کیا وجہ ہے؟

سوال :

کیا (نعوذ باللہ) اللہ تعالیٰ اتنی بڑی نعمت کا ذکر کرنا بھول گیا، یا آسمانوں پر اٹھائے جانے کا واقعہ ہی رونما نہیں ہوا۔؟

جواب :

کیا (نعوذ باللہ) اللہ تعالیٰ اتنی بڑی نعمت کا ذکر کرنا بھول گیا، یا بغیر باپ پیدا ہونے کا واقعہ ہی رونما نہیں ہوا۔؟